هفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۷ فروری ۱۹۶۱ء

ہدیہ ۲۵ پیسے یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور

"صدرِ مملکت کی واپسی پر"

ہم اپنے صدرِ اعظم کو مبارک باد کہتے ہیں
بصد شوق و محبت مل کے زندہ باد کہتے ہیں

مبارک سرزمین پاک میں تشریف لے جانا
مبارک خطۂ توحید سے انوار کا لانا

مبارک ہو طوافِ کعبہ و قبلہ مبارک ہو
وہ سنگِ اسودِ یں کا شوق سے بوسہ مبارک ہو

وہ کعبہ جس کی عظمت فیہِ آیاتٌ سے ظاہر ہے
وہ زمزم جس کا پانی اس جہاں میں آبِ اطہر ہے

رسولِ پاک صلعم کے روضہ پہ جانا بھی مُبارک ہو
تہِ محرابِ نبوی صلعم سر جھکانا بھی مبارک ہو

تری سیر و سیاحت مُلک و دیں کی کامرانی ہے
تری ہمت میں مضمر اپنے گھر کی پاسبانی ہے

ترے جاپان کے دورے میں ہے استحکامِ پاکستاں
اِدھر حرمین میں تیری کامیابی پہ ہیں سب حیراں

تُو مشرق سے بھی پیغامِ اخوت لے کے آیا ہے
تُو مغرب میں بھی پیغامِ محبت دے کے آیا ہے

اجازت ہو تو ہم کچھ دردِ دل اپنا بیاں کر لیں
کہیں خاموش رہنے میں نہ ہم اپنا زیاں کر لیں

وطن کا گوشہ گوشہ نورِ قرآں سے منور ہو
چمن کا پتہ پتہ صورتِ زیبا میں گوہر ہو

وہی ہو عدلِ فاروقیؓ، وہی ہو عشقِ صدیقیؓ
مٹا دو، اب مٹا دو ملکِ پاکستاں سے زندیقی

نہ رشوت اور سمگلنگ ہو۔ نہ چوری اور زناکاری
مروت ہو۔ دیانت اور عصمت کی نگہداری

سنیما کی یہ ابلیسی فضائیں بھی نہ ہوں ہرگز
مجازی عاشقوں کی سرد آہیں بھی نہ ہوں ہرگز

رسولِ انس و جاں صلعم کے دین کی ہر جا اطاعت ہو
عبادت جس کی کرتے ہیں اسی کی اب حکومت ہو

دُعا

الٰہی صدرِ پاکستان کو جذبۂ خدمت دے
الٰہی ان کی ہمت سے وطن کو شان و شوکت دے

الٰہی خادمِ قرآن بنا صدرِ معظم کو
الٰہی حافظِ دوراں بنا صدرِ مکرم کو

خداوندا چمن میں تیرے قرآں کا اُجالا ہو
ترے پیغمبرِ اعظم صلعم کے دیں کا بول بالا ہو

لال دین اخگر

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۶ | ۳۰ر شعبان المعظم سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۷ر فروری سنہ ۱۹۶۱ء | شمارہ ۱۴

رمضان المبارک

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ اس کے استقبال کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کی تعریف فرمائی ہے۔ کہ اس ماہ مبارک میں قرآن کو اُتارا گیا۔ جو تمام بنی نوع انسان کے لئے مکمل ہدایت نامہ ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے۔ "اگلے لوگوں کی طرح تم پر بھی روزے فرض کئے گئے تاکہ تم پرہیزگار (نیکوکار) بنو"

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معمول تھا۔ جب آدھا شعبان گزر جاتا۔ تو آپ (رمضان شریف کے استقبال کیلئے) روزے رکھنے شروع کر دیتے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ "رمضان کا پہلا حصہ رحمت ہے۔ دوسرا حصہ مغفرت اور تیسرا حصہ دوزخ سے خلاصی"۔ (او کما قال)

جو لوگ رمضان شریف میں دن کو روزہ اور رات کو عبادت میں بسر کرتے ہیں۔ جب رمضان شریف ختم ہو گا۔ تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوں گے۔ جیسے ماں نے ابھی جنا۔ (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝)

برادرانِ اسلام! کمر ہمت باندھئے چست، ہوشیار اور خوب تیار ہو کر شہر رمضان میں جہاد (مجاہدات و ریاضات) کے لئے آگے بڑھئے۔ بلانے والا بُلاتا ہے:-

يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ وَ يَا بَاغِيَ الشَّرِّ اَقْصِرْ -

ترجمہ:- اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور اے شر کے طالب رُک جا۔

تاکہ آپ رمضان شریف کے پاک مشاغل کے بعد جب عید کی نماز پڑھ کر واپس ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ فرشتوں کے سامنے آپ کو پوری مزدوری دینے کا (بلکہ بدرجہا زیادہ دینے کا) شاہی اعلان فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمتِ بے پایاں

ہمارا رَب بہت زیادہ مہربانی اور بے انتہا رحمت والا ہے۔ یہ اس کی شانِ رحمانی ہی ہے کہ ہمیں نیست سے ہست کیا۔ وجود اور کمالاتِ وجود عطا فرمائے۔ جن کا شکر اَدا کر کے ہم ابدی مسرّتوں سے ہمکنار اور ناقدرشناسی کی پاداش میں دائمی لعنت سے دوچار ہو سکتے ہیں۔ وہ اسی پر خوش ہیں کہ ہم اس کی طلب میں سرگرداں رَہ کر مقاصدِ حیات کے حصول کے بعد جب پھر اُدھر کو لَوٹیں تو شاداں و فرحاں لَوٹیں۔!

حق سبحانہٗ و تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اگر تم شکر کرو (یعنی میرے احسانات کو سمجھو، اور میری منشار معلوم کر کے اسی میں اپنی ہستی گُم کر دو)، تو پھر مجھے تمہیں تکلیف دے کر کیا کرنا ہے۔

انسان ضعیف البنیان اور خطا و نسیان سے مرکب ہے۔ اس سے ہر وقت لغزش ممکن ہے۔ اور در اصل یہی بات تو بشر کو فرشتوں سے فائق و ممتاز کرتی ہے۔ کہ یہ نفس کے ہزاروں تقاضوں کے باوجود اس کو لگام ڈالے رکھے۔ اور اگر بتقاضائے فطرت کوئی لغزش ہو جائے تو رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ پڑھتے پڑھتے اپنی کمزوری، عجز و بے چارگی کا اظہار کرتے ہوئے ندامت و شرمندگی کے اتنے آنسو بہائے۔ کہ وہ اپنی باطنی حقیقت سے دریا بن کر معصیت کے خس و خاشاک کو بہا لے جائے۔

شیطان نے نافرمانی کی۔ اس نے بڑی ڈھٹائی سے کہا۔ میں بشر سے افضل ہوں۔ وہ خاک کا پتلا، میں آگ کی مخلوق ہو کر کیونکر آدم (علیہ السلام)، کو سجدہ کروں۔ وہ ہمیشہ کے لئے لعنتی ہو گیا۔ بالآخر حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی۔ خلاف ورزی کی نیت سے نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ کو اسی ملعون شیطان نے غلط باور کرایا۔ جنتی انسانوں کی ایک عادت یہ ہے کہ وہ دوسروں کے بیان اور قسم پر خواہ مخواہ بدگمانی نہیں کرتے۔ یہی چیز ہمارے جدِّ اکبر حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش کا سبب بنی۔ لیکن غلطی پر ڈٹے نہیں۔ ضد نہیں کی اور نہ ہی اپنی حقیقت سے غافل ہوئے۔ کہ کبھی عدم تھا۔ اور بدیع السمٰوات والارض نے وجود بخشا۔ اور اعلیٰ صفات عطا فرما کر دائمی اعزازات و اکرامات سے نوازا۔ فوراً پشیمان ہوئے ندامت و انفعال کے دریا میں ڈوب گئے اپنے خالق کے سامنے انتہائی شرمساری کا اظہار کیا۔

دریائے رحمت پھر جوش میں تھا۔ مراحم خسروانہ سے اعلان ہوا۔ کہ زمین کو بساؤ۔ اور میرے بھیجے ہوئے حکموں کو حرزِ جان بناؤ۔ پھر تمہیں کوئی خوف و خطر نہ ہو گا۔ اور نہ ہی حزن و ملال کا سامنا کرنا پڑیگا۔ (اس کورس کی تکمیل کے بعد دخول جنت میں کسی قسم کا کوئی کھٹکا نہ رہے گا۔)

یہ دنیا میں آنا بھی رحمت ہے۔ یہاں قدم قدم پر ہم پھسلتے ہیں۔ لیکن اس کی رحمتِ بے پایاں ہمارے پاؤں جماتی اور دستگیری کرتی ہے۔

رحمت کے دروازے

اللہ تعالےٰ سے زیادہ کون بندوں کی فطرت اور حالات سے واقف اور ان پر مہربان ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس نے یوں مہربانی فرمائی کہ

"وضو کرنے سے گناہ جھڑتے جائیں گے۔ ایک نماز سے دوسری نماز تک کے گناہ نماز سے دھل جائیں گے۔ جمعہ کے دن ایک گھڑی رکھ دی۔ اس میں جو دعا کرو قبول ہو گی۔ جو حاجت چاہو پوری ہو گی۔ (باقی صفحہ ۱۱ پر دیکھئے)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

روزہ کو پاک رکھو

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابی ہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور بُرا کام کرنا نہ چھوڑے۔ (یعنی روزہ میں)، پس خدا کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ کوئی چھوڑ دے اپنا کھانا پینا۔

روزہ میں غسل جنابت کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ یُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِیْ رَمَضَانَ وَ هُوَ جُنُبٌ مِنْ غَیْرِ حُلْمٍ فَیَغْتَسِلُ وَ یَصُوْمُ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان میں کبھی ایسا اتفاق ہوتا کہ جنابت کی حالت میں صبح ہو جاتی۔ اور یہ جنابت (ناپاکی) احتلام کے سبب سے نہیں۔ بلکہ مجامعت کے سبب سے ہوتی تھی۔ پس آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھ لیتے تھے۔

روزہ میں سینگیاں کھچوانے کا بیان

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ احْتَجَمَ وَ هُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَ هُوَ صَائِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھری ہوئی سینگیاں کھچوائیں حالت احرام میں اور روزہ کی حالت میں بھی۔

بھول کر کھا پی لینے کا بیان

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِیَ وَ هُوَ صَائِمٌ فَاَكَلَ اَوْشَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَ سَقَاهُ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھا پی لے۔ تو وہ اپنے روزہ کو پورا کرے۔ (اس لئے کہ جو کچھ بھول کر اس نے کھایا پیا ہے۔ وہ) خدا نے اس کو کھلایا پلایا ہے۔

روزہ میں جماع کر لینے کا کفارہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَمَا جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَاَتِیْ وَ اَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا قَالَ لَا قَالَ اجْلِسْ وَ مَكَثَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ بِعَرَقٍ فِیْهِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ اَیْنَ السَّائِلُ قَالَ اَنَا قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ عَلٰى اَفْقَرَ مِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا یُرِیْدُ الْحَرَّتَیْنِ اَهْلُ بَیْتٍ اَفْقَرَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ فَضَحِكَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ اَنْیَابُهٗ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ میں تو ہلاک ہو گیا۔ آپؐ نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا۔ میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تیرے پاس کوئی غلام ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تو اتنی طاقت رکھتا ہے کہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے۔ اس نے کہا نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ بیٹھ جا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی (خاموش) بیٹھ گئے۔ (گویا کسی کا انتظار کر رہے ہیں) غرض ہم اسی طرح بیٹھے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عرق کھجوروں کا لایا گیا۔ (عرق کھجور کے پٹھوں کا بڑا تھیلہ) آپؐ نے پوچھا۔ سائل کہاں ہے۔ اس نے کہا۔ میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس کو لے جا۔ اور خیرات کر دے۔ اس نے کہا یا رسول اللہؐ! کیا اس شخص کو خیرات دوں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔ قسم ہے خدا کی مدینہ کی دونوں طرفوں میں کوئی گھر والا میرے گھر والوں سے زیادہ محتاج نہیں ہے۔ (دونوں طرفوں سے اس کی مراد وہ دو پہاڑیاں تھیں۔ جو مدینہ کے مشرق و مغرب میں واقع ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سُن کر ہنس پڑے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں۔ اور پھر فرمایا۔ کھلا اپنے گھر والوں کو۔

روزہ میں عورت سے اختلاط کا حکم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ فَرَخَّصَ لَهٗ وَ اَتَاهُ اٰخَرُ فَسَاَلَهٗ فَنَهَاهُ ... فَاِذَا الَّذِیْ رَخَّصَ لَهٗ شَیْخٌ وَ اِذَا الَّذِیْ نَهَاهُ شَابٌّ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ وہ روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے اختلاط کر لے۔ تو آپؐ نے اُس کو اجازت دے دی۔ ایک اور شخص آیا اور اس نے بھی یہی سوال کیا۔ آپؐ نے اس کو منع کر دیا جس کو آپؐ نے اجازت دی تھی۔ وہ بوڑھا تھا اور جس کو منع کیا تھا۔ وہ جوان تھا۔

خطبۂ یوم الجمعہ ۲۳ر شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۰ر فروری ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:۔

قیامت کے دن کن صفتوں والے آدمی نجات پائینگے

اسکے متعلق قرآن مجید میں متعدد اعلانات

پہلا اعلانِ الٰہی

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ ... اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورۃ المؤمنون ع۱ پ۱۸)۔

ترجمہ:۔ بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے۔ جو اپنی نماز[۲] میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور جو بیہودہ[۳] باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ[۴] دینے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں[۵] کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ ان میں الزام نہیں۔ پس جو شخص اس کے علاوہ طلب گار ہو۔ تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں[۶] اور اپنے وعدہ[۷] کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں[۸] کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہی وارث ہیں۔ جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

حاصل

اللہ تعالےٰ کے فرمان واجب الاذعان کا حاصل یہ ہے۔ کہ آٹھ شرطیں پوری کرنے والے انسان جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔ جنہیں جنت میں جانے کا شوق ہو گا۔ وہ آٹھ شرطیں پوری کرکے بارگاہِ الٰہی میں جائیں گے۔ یعنی مرینگے۔

ہر مسلمان

مرد کو آٹھ شرطوں کے اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ تب جنت الفردوس کا وارث بنے گا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

دوسرا اعلان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ص وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

(سورۃ آل عمران ع۱۴ پ۴)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! سود[۱] دونے پر دونا مت کھاؤ۔ اور اللہ (تعالےٰ) سے ڈرو۔ تا کہ تمہارا چھٹکارا ہو۔ اور آگ سے بچو۔ جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور اللہ (تعالےٰ) اور رسول کی تابعداری کرو۔ تا کہ تم رحم کئے جاؤ۔ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو۔ اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے۔ جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں۔ اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ اور اللہ (تعالےٰ) نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔۔ اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ کر بیٹھیں۔ یا اپنے حق میں ظلم کریں۔ تو اللہ (تعالےٰ) کو یاد کرتے ہیں۔ اور اپنے گناہوں سے بخشش مانگتے ہیں۔ اور سوائے اللہ (تعالےٰ) کے اور کون گناہ بخشنے والا ہے۔ اور اپنے کئے پر وہ اڑتے نہیں اور وہ جانتے ہیں۔ یہ لوگ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں سے بخشش ہے۔ اور باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان باغوں میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور کام کرنے والوں کی کیسی اچھی مزدوری ہے۔

فلاح

کن صفات پر مبنی ہوئی۔ پہلی[۱] سود نہیں کھاتے۔ دوسری[۲] اللہ تعالےٰ سے ہمیشہ ڈرتے ہیں۔ تیسری[۳] اس آگ میں جانے سے ڈرتے ہیں۔ جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور چوتھی[۴] اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرتے ہیں۔ پانچویں[۵] اللہ (تعالےٰ) کی مغفرت کی طرف جلدی کرتے ہیں۔ اور جنت کی طرف بھی جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ چھٹی[۶] جو لوگ خوشی اور تکلیف میں اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ساتویں[۷] کسی پر غصہ آئے تو پی جانے والے۔ اور آٹھویں[۸] صفت یہ ہے۔ کہ کسی پر غصہ آئے۔ تو معاف کر دینے والے ہیں۔ نویں[۹] یہ کہ جب کبھی خلاف شرع کوئی بے حیائی کا کام سرزد ہو جائے۔ یا اپنے حق میں کوئی ظلم کر بیٹھیں۔ تو فوراً اللہ تعالےٰ سے معافی مانگ لیتے ہیں۔ دسویں[۱۰] صفت اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی یہ ہے۔ کہ جب اپنے سے غلطی ہو جائے۔ تو اس

غلطی پر ضد سے اَڑے نہیں رہتے۔

اِن دسؔ صفات

سے متصف ہونے والوں کے لئے اللہ تعالےٰ کے ہاں اچھی مزدوری ہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ بِفَضْلِكَ وَ كَرَمِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

تیسرا اعلان

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۶ پ ۶)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ (تعالےٰ) سے ڈرو۔ اور اللہ (تعالیٰ) کا قرب تلاش کرو۔ اور اللہ (تعالیٰ) کی راہ میں جہاد کرو۔ تا کہ تم نجات پاؤ۔

وسیلہ کی تفسیر شیخ الاسلام کے ہاں

حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ وسیلہ کے معنی تحریر فرماتے ہیں۔

"وسیلہ کی تفسیر، ابن عباس، مجاہد، ابو وائل، حسن وغیرہم اکابر سلف نے قربت سے کی ہے۔ تو وسیلہ ڈھونڈنے کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ اس کا قُرب و وصول تلاش کرو۔

قتادہ نے کہا"۔ ای تقربوا الیہ بطاعتہ والعمل بما یرضیہ" (خدا تعالیٰ) کی نزدیکی حاصل کرو، اس کی فرمانبرداری اور پسندیدہ عمل کے ذریعہ سے۔)

اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ وسیلہ جنّت میں ایک نہایت ہی عمدہ منزل ہے۔ جو دنیا میں سے کسی ایک بندہ کو ملے گی۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم اَذان کے بعد میرے لئے خدا سے وہی مقام طلب کیا کرو۔ تو اس مقام کا نام بھی "وسیلہ" اسی لئے رکھا گیا۔ کہ جنّت کی تمام منزلوں میں وہ سب سے زیادہ عرشِ رحمٰن کے قریب ہے۔ اور حق تعالیٰ کے مقامات قرب میں سب سے بلند واقع ہُوا ہے۔

بہرحال پہلے فرمایا۔ کہ ڈرتے رہو۔ اللہ سے۔ لیکن یہ ڈر ایسا نہیں۔ جیسے آدمی سانپ، بچھو یا شیر بھیڑیئے سے ڈر کر دُور بھاگتا ہے۔ بلکہ اس بات سے ڈرنا، کہ کہیں اس کی خوشنودی اور رحمت سے دُور نہ جا پڑو۔ اسی لئے اِتَّقُوا اللّٰهَ کے بعد وَابتغوا الیہ الوسیلۃ فرمایا۔ یعنی اس کی ناخوشی اور بُعد و ہجر سے ڈر کر قرب و وصول حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور ظاہر ہے کہ کسی چیز کے قریب ہم اسی وقت ہو سکتے ہیں۔ جب کہ درمیانی راستہ قطع کر لیں۔ جس پر چل کر اس کے پاس پہنچ سکتے ہیں۔ اسی کو فرمایا۔

(وَجَاهِدُوا فِی سبیلہ)

ترجمہ:۔ جہاد کرو۔ اس کی راہ میں یعنی اس پر چلنے کی پوری پوری کوشش کرو۔ (لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) تا کہ تم اس کی نزدیکی حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکو"۔ انتہیٰ حاشیہ الشیخ رحؒ

چوتھا اعلان

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۱۲ پ ۷)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو۔ شراب اور جوُا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو۔ تا کہ تم نجات پاؤ۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"وما ذبح علی النصب۔ اس جانور کا ذکر فرمایا۔ جسے خدا (تعالےٰ) کے سوا کسی دوسرے مکان کی تعظیم کے لئے ذبح کیا جائے (موضح القرآن)۔

اس دوسری صورت میں بھی (فی الحقیقت نیت نذر لغیر اللہ ہی کی ہوتی ہے۔ گو ذبح کے وقت زبان سے بسم اللہ اللہ اکبر کہا جائے۔

بعض مفسّرین نے ازلام سے فال کے تیر مراد لئے ہیں۔ جو زمانۂ جاہلیّت میں لحم ذبیحہ وغیرہ کے بانٹنے میں استعمال ہوتے تھے۔ اور وہ ایک صورت قمار (جوئے) کی تھی۔ جیسے آج کل چٹھی ڈالنے کی رسم ہے۔ لیکن حافظ عماد الدین ابن کثیر وغیرہ محققین کے نزدیک راجح یہ ہے۔ کہ ازلام سے مراد وہ تیر ہیں۔ جن سے مشرکین مکہ کسی اشکال اور تردّد کے وقت اپنی مرادوں اور کاموں کا فیصلہ کرتے تھے۔ یہ تیر خانہ کعبہ میں قریش کے سب سے بڑے بُت ہبل کے پاس رکھے تھے۔ ان میں سے کسی پر اَمَرَنِیْ رَبِّیْ لکھا تھا۔ (ترجمہ:۔ میرے پروردگار نے حکم دیا) کسی پر نَهَانِیْ رَبِّیْ تحریر تھا۔ (یعنی میرے رَب نے مجھ کو منع کر دیا۔

پانچواں اعلان

قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۱۳ پ ۷)۔

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ تمہیں ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو۔ سو اے عقلمندو! اللہ (تعالےٰ) سے ڈرتے رہو۔ تا کہ تمہاری نجات ہو۔

حاصل

یہ ہے کہ ناپاک کمائی سے کمایا ہوُا مال اور پاک کمائی سے کمایا ہوُا مال نتیجہ کے لحاظ سے برابر نہیں ہو سکتے۔ مثلاً حرام سے کمائے ہوئے مال میں بے برکتی ہو گی۔ اور حلال کے ذریعہ سے کمائے ہوئے مال میں بے برکتی نہیں ہو گی۔ یا مثلاً حلال کے ذریعہ سے کمایا ہُوا اولاد پر صرف کرو گے۔ تو اولاد نیک رہیگی۔ اور حرام کے ذریعہ سے کمایا ہُوا اولاد پر صرف کرو گے۔ تو اولاد میں صلاحیت نہیں ہو گی۔ بلکہ بڑا ہونے کے بعد ماں باپ کی نافرمان اور خدا تعالےٰ سے نہ ڈرنے والی ہو گی۔ اور ماں باپ کی نافرمان ہو گی۔

اَلْحَرَامُ يَجُرُّ اِلَى الْحَرَامِ۔

یعنی حرام کے مال سے حرام کی طرف ہی آدمی کھچ کر جاتا ہے۔ اگرچہ حرام کا مال بہت ہو۔ مگر اس میں حرام کی طرف کشش ہوتی ہے۔ اور اس مال سے فلاح یعنی نجات بھی نہیں ہو گی۔

چھٹا اعلان

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ الانفال ع ۶ پ ۱۰)۔

ترجمہ :- اے ایمان والو جب کسی فوج سے ملو تو ثابت قدم رہو اور اللہ (تعالیٰ) کو بہت یاد کرو - تاکہ تم نجات پاؤ -

حاصل

یہ ہے - کہ دشمن کے مقابلہ میں فلاح یعنی کامیابی چاہتے ہو - تو ثابت قدمی اختیار کرو - اور اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرو - تاکہ تم پر اللہ کی طرف سے مدد آئے - اور کامیاب ہو جاؤ - کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کی رحمت کو کھینچ کر لائیگا - وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ -

ساتواں اعلان

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۩ (سورۃ الحج ع ۱۰ پ ۱۷) -

ترجمہ :- اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو - اور اپنے رب کی بندگی کرو اور بھلائی کرو - تاکہ تمہارا بھلا ہو -

حاصل

یہ ہے - کہ رکوع اور سجدہ کر کے اپنے رب کی بندگی کرو - اور نیک کام کرو - تاکہ تمہیں نجات نصیب ہو -

آٹھواں اعلان

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ ۝ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ النور ع ۴ پ ۱۸)

ترجمہ :- ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں - اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں - یہ ان کے لئے بہت پاکیزہ ہے - بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں - اور ایمان والیوں سے کہہ دو - کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں - اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں - اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں - مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے - اور اپنے دوپٹے سینوں پر ڈالے رکھیں - اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں - مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجیوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمتگاروں پر جنہیں عورت کی حاجت نہیں - یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں - اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے - اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو - تاکہ تم نجات پاؤ -

حاصل

پہلا حکم یہ ہے کہ مؤمن اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں - یعنی جھانک جھانک کر عورتوں کو نہ دیکھا کریں - دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں - یعنی کسی اپنے سے غیر منکوحہ پر ظاہر نہ کریں - تیسرا حکم یہ ہے - مومنہ عورتوں کو بھی حکم دیا جاتا ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں - یعنی اجنبی مردوں کو جھانک جھانک کر نہ دیکھا کریں - چوتھا حکم یہ ہے کہ عورتیں بھی اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں - پانچواں حکم یہ ہے - کہ عورتیں اپنی زینت کی چیزیں کسی پر ظاہر نہ کریں - مثلاً چوڑیاں یا گٹ پر باندھی ہوئی گھڑی - چھٹا حکم یہ ہے کہ اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں - تاکہ سینے کا ابھار کسی مرد پر ظاہر نہ ہونے پائے - کیونکہ اس میں خرابی پیدا ہونے کا خطرہ ہے - ساتواں حکم یہ ہے کہ اپنی زینت ظاہر نہ کریں - مگر اپنے خاوند پر یا اپنے باپوں پر یا سسر پر یا اپنے بیٹوں پر یا خاوندوں کے دوسری بیوی کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں پر یا اپنی عورتوں یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمتگاروں پر جنہیں عورت کی ضرورت ہی نہیں ہے - یعنی ایسے خدمتگار مرد جو عورت کی ضرورت ہی نہیں رکھتے - مثلاً شیخ فرتوت - یا ان لڑکوں پر جنہیں چھوٹی عمر ہونے کے سبب سے عورتوں کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی - آٹھواں حکم اور عورتیں چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر نہ ماریں تاکہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم نہ ہونے پائے - مثلاً زیورات کا جھنکار نہ ظاہر ہو - نواں حکم - اے مومنو! سب اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو - تاکہ تمہیں نجات حاصل ہو -

دعا

اللہ تعالیٰ سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو ان نو حکموں کی تعمیل کی توفیق عطا فرمائے - تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے - اور عذاب الٰہی سے بچ جائیں ؛
وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

اعلان

قارئین کرام کو اس بات کا علم ہے کہ نماز تراویح کے اہتمام کی وجہ سے رمضان المبارک کے مہینہ میں

مجلس ذکر

کا انعقاد نہیں ہوتا - اس لئے ایک ماہ تک اس عنوان کے تحت حضرت مولانا کے ارشادات گرامی ہدیۂ قارئین نہ ہو سکیں گے -

رمضان المبارک کے بعد دوبارہ مجلس ذکر انشاء اللہ تعالیٰ ۲۳ر مارچ ۱۹۶۱ء کو منعقد ہوگی اور حضرت مولانا کی تقریر ۳۱ر مارچ ۱۹۶۱ء کے شمارہ میں پیش خدمت ہو گی - (ادارہ)

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:-

عُرفی تو میندیش زِغوغائے رقیباں
آوازِ سگاں کم نہ کند رزقِ گدا را

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی امّا بعد:-

پہلی بات یہ ہے کہ جو لوگ مجلس ذکر میں محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے شامل ہوتے ہیں اُنکو مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ اُن کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

وہ حدیث میں کئی مرتبہ پیش کر چکا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فرشتے گلیوں بازاروں میں پھرتے ہیں۔ جہاں ذاکر آدمی جمع ہوتے ہیں وہاں گھیرا ڈال لیتے ہیں اور ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے چڑھتے آسمانِ دُنیا تک پھیل جاتے ہیں۔

حلقۂ ذکر جتنا بڑا ہوتا ہے اسی قدر ملائکہ عظام زیادہ تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ بالآخر اللہ تعالےٰ نیک نیّت سے حلقۂ ذکر میں شامل ہونے والوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو نیک نیتی سے آنے کی توفیق عطا فرمائے اور استقامت عطا فرمائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ بِضْعًا وَّ سَبْعِیْنَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا فِرْقَةً وَّاحِدَةً قِیْلَ مَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ۔

(الحدیث)

ارشاد نبوی ہے کہ "میری امّت تہتّر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ بہتّر فرقے جہنم میں داخل ہوں گے اور ایک فرقہ جنّت میں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ! وہ کون لوگ ہوں گے۔ فرمایا مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ کہ جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔"

اب جب بہتّر فرقے گمراہ ہوئے اور اہلِ حق کا صرف ایک فرقہ ہوا تو یقیناً صدائے حق گمراہ فرقوں کیلئے موجب اضطراب ہو گی۔ وہ غضبناک ہو کر اہلِ حق کی مخالفت کریں گے۔ عرفی کا شعر ہے ؎

عرفی تو میندیش رِغوغائے رقیباں
آوازِ سگاں کم نہ کند رزقِ گدا را

گداگر گلی کوچوں میں صدا لگاتا پھریگا کتّے بھونکتے رہیں گے۔ مگر گداگر کو خیر مل ہی جائے گا۔

میرا مسلک یہ ہے کہ اوّلاً حکم کتاب اللہ میں تلاش کیا جائے۔ اس میں نہ ملے تو کتاب اللہ کی شرح احادیث نبویہ علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام میں۔ اگر حدیث سے حکم نہ مل سکے۔ تو پھر امام ابوحنیفہؒ کے قول کا اتباع کیا جائے۔ کیونکہ میں حنفی ہوں۔ امام کا اتباع بایں معنی ہے۔ کہ حضرت امام صاحبؒ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہؐ سمجھنے میں اور اس سے احکام نکالنے میں ہمارے مقتداء ہیں۔ ہم امام صاحبؒ کو معصوم نہیں سمجھتے اور نہ ہی تقلید شخصی کو فرض سمجھتے ہیں۔ بلکہ جو شخص امام صاحبؒ کا اتباع نہ کرے اسے کافر نہیں کہتا۔

الغرض میرا مسلک یہ ہے کہ میں کسی کو بُرا نہیں کہتا۔ اس لئے ہر مکتبِ فکر کے لوگ مجھ سے ملتے ہیں۔ میں ان کا احترام کرتا ہوں۔ چنانچہ مسٹر قزلباش وزیر اعلےٰ نے جب علماء کا اجتماع طلب کیا تھا۔ تو اس میں اتحاد پر دو تقریریں ہوئیں تو آخر میں مَیں نے اجازت لے کر عرض کیا۔ کہ دیکھئے۔ میں کسی کو بُرا نہیں کہتا۔ سب کی عزّت کرتا ہوں۔ سب میرا احترام کرتے ہیں۔ چنانچہ میرے مترجم قرآن مجید پر دیوبندی۔ بریلوی۔ اہلحدیث اور شیعہ سب علماء کے دستخط موجود ہیں۔ کہ کتاب اللہ کا جو ترجمہ میں نے کیا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ اس لئے اس سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں۔ تو سب ایک دوسرے کا احترام کریں۔ کسی کو بُرا نہ کہیں۔ تو یہ سب اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔

الغرض بیان یہ ہو رہا تھا۔ کہ اہلِ حق کی مخالفت ضرور ہو گی۔ تو علمبردارانِ حق کو ہر کسی سے لڑنا نہ چاہیئے۔ استقامت کے ساتھ حق کی اشاعت کی جائے۔ انشاء اللہ اَلْحَقُّ یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰی ...... کے مطابق حق غالب رہے گا۔ وہ مغلوب نہیں ہو گا۔

مَیں لاہور میں ۴۴ سال سے توحید و سنّت کی تبلیغ کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔

مجھے پکارو تمہاری دعا قبول کرونگا۔

دوسری آیت میں ہے:-

لَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۔

اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔

اب جو لوگ یا غوث الاعظم دستگیر کا نعرہ لگاتے ہیں۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ" کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ شرک ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ کے خلاف ہے۔ ہمیں حضرت غوث الاعظم کا احترام ہے۔ کیونکہ میں خود قادری ہوں۔ اور میرے ہاں ہر جمعرات کو مجلسِ ذکر ہوتی ہے۔ مگر میرے بزرگوں کے ہاں ہر شب مجلس ذکر منعقد ہوتی تھی۔ اور ہم اس میں گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر حضرت غوث الاعظمؒ کی روح کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ غرضیکہ حضرت غوث الاعظمؒ کو ہم مانتے ہیں۔ البتہ انہیں مدد کے لئے نہیں پکارتے۔ کیوں کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔ حتّٰی کہ ہم قبر پر جب السلام علیکم یا اہل القبور کہتے ہیں۔ تو اہلِ قبر ہمیں سلام کا جواب نہیں دیتے۔ اس لئے

کہ جواب سلام دعا ہے اور اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ۔ مرنے کے بعد عمل کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ بزرگوں کے لئے دعا مانگنی چاہیئے۔ ان کو پکارنا نہ چاہیئے۔

میں جب یہ مسئلہ حق بیان کرتا ہوں۔ تو لوگ مجھے وہابی کہتے ہیں۔ میں ان سے لڑتا نہیں۔

میں ـــ ایک مرتبہ حج پر گیا تو مدینہ منورہ کے کتب فروشوں سے وہابی کی تاریخ پوچھی۔ مجھے نہ ملی۔ اور نہ ہی مکہ معظمہ کے کتب فروشوں سے ملی۔ !

جبلِ ابی قبیس پر مسجد بلال﷜ ہے۔ جہاں شق القمر کا معجزہ ہوا تھا۔ اس کو حکومتِ سعودیہ نے بند کر دیا ہے۔ مگر لوگ پولیس کو رشوت دے کر اب بھی گھس جاتے ہیں۔ جیسے ہمارے ملک میں بھی اردلیوں کو رشوت دے کر کام نکالا جاتا ہے۔

لیکن بات یہ کہہ رہا تھا کہ اب جو بھی حق کی آواز بلند کرے اسے وہابی کہا جاتا ہے۔ مگر میں اپنی جماعت سے خصوصاً اور علمبرداران حق سے عموماً کہتا ہوں کہ ان مخالفین کی پرواہ مت کریں۔ استقامت کے ساتھ اپنا کام کئے جائیں انشاء اللہ کامیابی حق کو نصیب ہو گی۔

جس پر میں اپنی مثال پیش کرتا ہوں۔ کہ عہدِ انگریز میں ریشمی خطوط کی تحریک کے سلسلہ میں انگریزوں کو مجھ پر شبہ ہوا۔ تو انہوں نے کہا۔ تم دہلی میں نہیں رہ سکتے اور سندھ میں بھی تمہاری کافی جان پہچان ہے۔ کیونکہ عرصہ پچیس سال میں سندھ میں رہا تھا۔ اس لئے انہوں نے دہلی سے گرفتار کر کے لاہور بھیج دیا۔ اس نے یہ سمجھا کہ میں لاہور کی گلیوں میں پریشان ہو کر مر جاؤں گا۔ مگر ماشاء اللہ انگریز خود نکل گیا ہے اس کے حامی ذلیل و خوار ہوئے ہیں بحمداللہ کامیاب ہوں۔ آج میری اپنی جماعت ہے۔ (جمعۃ الوداع پر قریباً بائیس تیئس ہزار آدمی میری اقتداء میں نماز ادا کرتے ہیں)۔ روزانہ درس قرآن مجید ہوتا ہے۔ مرد اور عورتیں مستفید ہوتی ہیں تربیت حاصل کرنے والے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ الحمد للہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کا پودا لگا دیا ہے۔

الحاصل حق بات استقامت کے ساتھ کہنی چاہیئے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو استقامت بخشے بزرگوں نے فرمایا ہے:-

اُطْلُبُوا الْاِسْتِقَامَۃَ وَ لَا تَطْلُبُوا الْکَرَامَۃَ فَاِنَّ الْاِسْتِقَامَۃَ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ۔

ترجمہ:- استقامت طلب کرو۔ کرامت کے پیچھے نہ پڑو۔ کیونکہ استقامت کا مرتبہ کرامت سے کہیں زیادہ ہے۔

ارشاد ربانی ہے:-

لَوْ لَا یَنْھٰھُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِھِمُ الْاِثْمَ وَ اَکْلِھِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ۝

ترجمہ:- ان غلط کار لوگوں کو ان کے "رب والوں" (جنہیں پنجابی میں سائیں لوگ کہتے ہیں) نے اور علماء نے گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے کیوں نہ روکا۔ جو کچھ یہ کرتے ہیں برا کرتے ہیں۔

الحاصل۔ آج جاہل پیر اور علماء سوء حق بات کہنے والوں کو بدنام کرتے ہیں۔ ہمیں ان کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے ؎

عرفی تو میندیش ز غوغائے رقیباں
آواز سگاں کم نہ کند رزق گدا را

کے مصداق گداگر کو اپنی صدا لگانی چاہیئے خیر ضرور مل کر رہیگی۔ کتے بھونکتے رہیں گے۔ حق کا انشاء اللہ غلبہ ہو گا۔ باطل مٹ جائے گا۔ میرا تجربہ آپ کے سامنے ہے۔ چالیس برس سے یہاں تبلیغ کر رہا ہوں۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اتباع کتاب اللہ و اتباعِ سنّت رسول اللہ ﷺ کی توفیق بخشے۔ آمین یا الہ العلمین۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

اِعلان

جو صاحب ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے سالانہ خریدار ہونے کی وجہ سے قرآن مجید کے محصول ڈاک کا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ وہ اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ ورنہ ادارہ تعمیل ارشاد سے معذور ہو گا۔

ناظم:- انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

فلسفۂ روزہ

روزہ کیوں فرض ہوا؟ کب فرض ہوا؟ اس کے طبی اور جسمانی فوائد، مادی اور روحانی منافع دینی اور دنیوی برکتیں، سیاسی اور اخلاقی خوبیاں اگر آپ قرآن اور حدیث کی روشنی میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو رسالہ "فلسفہ روزہ" مرتبہ شیخ التفسیر حضرت مولانا حاجی احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین

مفت

منگوا کر پڑھئے۔ محصول ڈاک کیلئے ۷ نئے پیسے کے ٹکٹ آنے ضروری ہیں۔

ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ۔ لاہور

محمد احمد

اصحاب الفیل (۱)

(ہاتھیوں والے)

یمن کے ملک پر حبشی غالب رہے ایک مدت دیکھا کہ سارے عرب حج کرتے ہیں کعبہ کا، چاہا کہ سب ہمارے پاس حج ہوا کریں۔ کعبے کی نقل ایک کعبہ بنایا، دنیا کا تکلف یہاں سے زیادہ، کوئی نہ آیا، زیارت کو۔ جھنجلا کر فوج چڑھائی کعبہ شریف پر اور ساتھ کتنے ہاتھی لائے ڈھانے کو، بیچ میں کئی قوم عرب کے مزاحم ہوئے، سب کو مارا۔ جب حرم کی حد میں پیٹھے۔ آسمان سے جانور آئے، سبز چڑیا برابر، تین تین کنکر لے کر، دو پنجوں میں ایک منہ میں، لاکھوں جانور لگے مارنے، کنکر چلتے جیسے گولی

(شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رح)

ذونواس ملک یمن پر حکومت کر رہا تھا جس میں پیداوار کی بڑی بہتات اور روزی کی فراوانی تھی جب اُس نے یہاں کی عنان انتظام ہاتھ میں لی تو جو لوگ اس سے پہلے خواہشات اور لذات کی بندگی میں زندگی گزار رہے تھے۔ اس نے اُن کی بُرائی اور خواہشات کی بندگی اور گناہوں کی طرف رغبت سے سخت نفرت ظاہر کی۔ اُس کے اس برتاؤ سے لوگوں کو پتہ چلا۔ کہ وہ فسق وفجور سے دُور رہنا چاہتا ہے۔ اور زہد وپرہیزگاری کی طرف مائل ہے۔ زندگی کی لذتوں اور دنیا کی زیبائشوں سے علیحدگی پسند کرتا ہے اس کے دل میں لوگوں کی اصلاح کی رغبت ہے۔ اور رعایا میں دینداری کی رُوح پھونکنا چاہتا ہے۔ پھر اس کے بعد اُس نے جو کام کئے۔ اُن سے لوگوں کے اس قیاس کی تصدیق ہوئی۔ اور اُن کے حُسنِ ظن کو قوت پہنچی۔

ذونواس یثرب میں

ایک دن ذونواس کا گزر یثرب میں ہوا۔ یہاں کے لوگ یہودیت کی دعوت کو قبول کر چکے تھے۔ اُن کے دلوں میں اس دین کی محبت خوب رچ چکی تھی۔ یہودی مُبلغین نے اس مقام کو اپنی دعوت اور مذہبیت کا قلعہ بنا رکھا تھا۔ یہاں اُن کی عبادت گاہیں کثرت سے بن گئی تھیں۔ اور اس جگہ کو یہودی مبلغوں کے مرکز کی حیثیت حاصل تھی۔ یہ لوگ ذونواس کے پاس پہنچے۔ اور یہودیت کے ابتدائی اُصول اور اُس کے فضائل وامتیازی محاسن اس سے بیان کئے۔ کہ شاید ذونواس سے انہیں کوئی مدد ملے۔ اور یہ اُن کے دین کی اشاعت میں ہاتھ بٹائے۔ انہیں اس کوشش میں کامیابی ہوئی۔ اس دین کی محبت ذونواس کے دل میں گھر کر گئی۔ اور اس کی حمایت کی جو رغبت دل میں پوشیدہ تھی اُبھر آئی۔ اُس نے یہودیت کی اشاعت میں بڑا حصّہ لیا۔ خود اس کا مبلغ اور مددگار بن گیا۔ پھر تمام عرب کو دعوت دی۔ کہ اس مذہب کے اختیار کرنے میں اس کی پیروی کریں۔ اور اس کے گروہ میں داخل ہو جائیں۔ جن لوگوں نے اس معاملے میں ذونواس کی مخالفت کی۔ اُس نے انہیں سخت سزا دی۔ اس طرح بہت سے عرب ذونواس کے مطیع ہو گئے۔ بعض اُن کی قوت اور شدت سے ڈرے۔ اور تھوڑے ایسے بھی تھے۔ جنہوں نے اس دین کو اپنے جذبات وحالات کے اعتبار سے مناسب پاکر اختیار کر لیا۔ غرض ذونواس کی شان اور عظمت کا بڑا شہرہ ہوا۔ لوگ اس کے دبدبے اور طنطنے سے خوف کھانے لگے۔ اور یہودیت کو فوج در فوج اختیار کرتے رہے۔

اہل نجران اور عیسائیت

نجران کے لوگوں کا معاملہ مختلف تھا۔ اُن کے دل نئے دین مسیحیت کے لئے کشادہ ہو چکے تھے۔ اُنہوں نے اس پر اپنی جانیں فدا کر رکھی تھیں۔ اس لئے یہ لوگ ذونواس کی حکومت کے باغی تھے۔ اور عیسائیت کے عقیدے میں مضبوط تھے۔

اُن کا یہ حال دیکھ کر لوگوں کا وفد ذونواس کے پاس پہنچا۔ تاکہ اُسے نجران والوں کیخلاف اُبھارے اور بھڑکائے۔ شاید ذونواس نجران کے اس قلعے کو منہدم کر سکے۔ جس میں اُن کا داخلہ دشوار تھا۔ اور اس دین کو مٹا دے جس کی بدولت یہودیت کے فنا ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔

ذونواس نے اُن کی یہ استدعا قبول کی اور اُن کے بہکاوے میں آکر اہل نجران کی طرف چلا۔ اُنہیں اپنا دین چھوڑنے اور یہودیت اختیار کرنے کی دعوت دی بلکہ حکم دیا۔ اُن لوگوں نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا۔ اور اپنے مذہب پر اصرار کے ساتھ قائم رہے۔ انہیں ذونواس کے غلبے اور دبدبے نے مرعوب نہ کیا۔ اور وہ اس کے مطالبے کے آگے ذرا نرم نہ پڑے۔ ذونواس کو اپنے مخالفوں اور اپنے مذہب کے خلاف کوئی اور دین رکھنے والوں کا وجود بہت گراں گزرا۔ اس نے ایک بڑا گڑھا کھدوا کر اس میں آگ بھڑکائی۔ اور ایک منادی نے اس کے حکم سے یہ اعلان کیا۔ کہ

یہ آگ ان لوگوں کی سزا ہے۔ جو ذونواس کے دین میں داخل نہیں ہوتے۔ اور اپنے مذہب پر اڑے ہوئے ہیں۔

اہل نجران کی ہمت وعزم میں اس اعلان سے کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ اس آگ کے شعلوں سے ذرا نہ ڈرے۔ بلکہ اپنے عقیدے پر اور زیادہ سختی کے ساتھ قائم ہو گئے۔ اب ذونواس نے انہیں اس گڑھے میں پھینکوانا، اور اُن کے اجسام کو اس آگ کا ایندھن بنانا شروع کر دیا اور اس طرح انہیں مخالفت وسرکشی کی سزا دی۔

قیصر رُوم سے فریاد

جو لوگ اس آگ کا ایندھن بنے اُن میں سے ایک شخص بچ نکلا۔ اور رُوم کے بادشاہ قیصر کے پاس پہنچ کر جو حالات گذرے تھے۔ اس سے بیان کئے۔ اور ذونواس اور اس کے لشکر کے خلاف مدد مانگی۔ قیصر نے کہا۔

"تمہارا مُلک ہم سے بہت دُور ہے تاہم میں تمہارے لئے بادشاہ حبشہ کو لکھتا ہوں۔ وہ اسی دین عیسائیت کا پیرو ہے اور تمہارے مُلک سے زیادہ قریب ہے

قیصر کا خط نجاشی کے نام

چنانچہ قیصر نے شاہ حبشہ کو مدد دینے اور ان مظلوموں کا انتقام لینے کے لئے لکھا۔ وہ شخص قیصر کا یہ خط لے کر ملک حبشہ میں آیا۔ اور اس کی قوم پر جو تباہی نازل ہوئی تھی۔ نجاشی سے اس

کی شکایت کی۔ مقتولوں کی آہ و فریاد اور شہدا کے نالہ و فغاں کا حال سنایا۔ اور مسیحیت کے ان ثابت قدم شیدائیوں کی ہلاکت کی خبر سنائی۔

نجاشی کی یمن پر فوج کشی

مسیحی مذہب کی روشنی کا اس شہر میں اس طرح گل ہو جانا نجاشی کو سخت ناگوار ہوا۔ اس نے اس شخص سے انتقام لینے کی ٹھان لی۔ جس نے ان لوگوں کا خون بہایا۔ اور اُن کے کھیت اور مال و دولت کو تباہ کر ڈالا۔ اُس نے ایک کثیر التعداد لشکر تیار کر کے یمن روانہ کیا۔ تاکہ ذونواس سے جنگ کرے۔ اور وہاں کے لوگوں سے شہدائے نجران کا انتقام لے۔

دونوں طرف کے لشکر مقابلے پر آئے اور لڑائی چھڑی۔ ذونواس کی فوج کو پے در پے شکستیں ہوئیں۔ نتیجے میں یمن کا نظم و نسق نجاشی کے قبضے میں آ گیا۔ اور ملک یمن حبشہ کا ایک فرمانبردار صوبہ بن گیا

حبشہ میں ابرہہ کی حکومت

پھر حبشہ کا والی ابرہہ مقرر ہوا۔ اُس نے چاہا کہ دین مسیحی کی شان و شوکت پھر برقرار ہو جائے۔ اور اُس کی کھوئی قوّت لوٹ آئے۔ اُدھر اس نے دیکھا۔ کہ تمام لوگ مکّہ کا قصد کیا کرتے ہیں۔ اور اور وہاں کے بیت الحرام اور کعبہ مقدسہ کا حج کرتے ہیں۔ تو اس کے جی میں آئی۔ کہ اس تاج کو غصب کر لے جو قریش کی زینت بنا ہوا ہے۔ لوگوں کا رُخ مکّے اور خانہ کعبہ کی طرف سے پھیر کر اپنے ملک کی طرف کر لے۔ اور انہیں اپنے دین کی طرف مائل کرے۔ یہ ارادہ کر کے اُس نے صنعا میں ایک کنیسہ (گرجا) بنایا۔ اور اس کو اتنا آراستہ کیا۔ کہ نگاہیں اس کی آب و تاب سے خیرہ ہو جاتی تھیں۔ اس کی زیبائش و آرائش میں ابرہہ نے نہایت بیش قیمت کپڑے اور ایسا ساز و سامان صرف کیا۔ جس کو وہ سمجھتا تھا کہ اہل عرب اور اہل مکّہ کو اس کی جانب متوجہ کرنے کے لئے کافی ہے لیکن اس نے دیکھا۔ کہ عرب سوائے بیت العتیق (کعبہ) کے اور کسی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور اہل یمن بھی اس کے بنائے ہوئے مکان کو چھوڑ کر مکّے ہی کو جاتے ہیں دوسری طرف عربوں نے جب یہ دیکھا۔ کہ اُن کے خانہ کعبہ کا ایک دشمن اور صنم کدہ کا ایک مخالف پیدا ہو گیا ہے۔ تو وہ ابرہہ کے بنائے ہوئے گھر کی تحقیر و تذلیل پر تُل گئے۔ اور بنی کنانہ کا ایک شخص رات کو اس گرجے میں رفع حاجت کر کے اس کو خراب کر آیا۔

ابرہہ کا غصّہ اور کعبہ کو ڈھانے کی قسم

ابرہہ کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو اُسے سخت غصّہ آیا۔ اس نے اشتعال کی حالت میں قسم کھائی۔ کہ وہ کعبہ کو ڈھا دے گا۔ اور ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کے بنائے ہوئے گھر کو مٹا کر عربوں سے اپنے مکان کی توہین و تذلیل کا انتقام لے گا۔ اور انہیں مجبور کر دے گا۔ کہ وہ اپنے کعبہ سے رُخ پھیر کر اس کے بنائے ہوئے گھر کی طرف رُخ کریں۔

ابرہہ جنگ کے لئے تیار ہو گیا۔ جرار افواج لے کر مکّہ کی طرف چلا۔ ان فوجوں میں ہاتھی سب سے آگے تھے۔ اس فوج کشی سے اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ عربوں کے اس گھر کو ڈھا دے۔ جو اُن کے حج کا مرکز ان کی اُمیدوں کا مرجع اور اجتماع کا مقام تھا۔

بقیہ اداریہ: رمضان المبارک (صٓ۳ سے آگے)

(اکثر علماء کا خیال ہے کہ وہ گھڑی جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے)۔ اس کے علاوہ پھر ہر سال میں یوم عرفہ (حج کا دن) نیز شعبان کی پندرھویں رات مقرر فرما دی کہ توبہ کر کے اور معافی مانگ کر گناہ بخشوا لو۔ ممکن ہے پھر بھی کوئی کم نصیب محروم رہتا۔ لہذا سال میں ایک پورا مہینہ ہی ماہ رحمت مقرر فرما دیا۔ چلو رمضان شریف ہی کی قدر کرو۔ اسی سے مغفرت و نجات کا سامان ہو جائے گا۔ ہماری تقصیرات کو جاننے والے رب رحیم نے اسی رمضان میں (غالباً) آخری عشرہ میں ایک رات (شب قدر) مقرر کر دی۔ جس میں عبادت ہزار سال کی عبادت سے بہتر (اور زیادہ) ہو لیجئے فرائض واجبات پورا کرنے والے نیک بندے اگر اس لئے تڑپ رہے ہوں۔ کہ ہماری عمریں کم ہیں۔ کاش کہ ہمیں زیادہ وقت آقا کی حکم برداری اور اس کے حکم پر جاں نثاری کا ملتا۔ تو ان کے دل رنجور پر مرہم پٹی کا سامان بھی کر دیا۔ اس ایک رات کا حق ادا کرو۔ اس کی تلاش کر کے محو راز و نیاز ہو جاؤ۔ ساری کمی پوری ہو جائے گی۔

رحمت و غضب میں مسابقت

بعض مواقع اللہ تعالےٰ کے غضب کے ہوتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ لیکن اگر کفر محض اور شرک صریح نہ ہو۔ تو وہاں بھی رحمت غضب سے سبقت کر کے بندہ کو آغوش رحمت میں لے لیتی ہے۔ چنانچہ اس کے غموم و ہموم کو اسکے گناہوں کا کفارا بنایا جاتا ہے۔ اس کی تکالیف و آلام سے معاصی جھڑتے ہیں۔ حتیٰ کہ پاؤں میں کانٹا چبھنے سے بھی گناہ کم ہوتے ہیں۔ بیماری تو روحانی غسل صحت کا حکم رکھتی ہے۔ بشرطیکہ بے صبری اور ناشکری نہ ہو۔

یہاں تک کہ مرض موت کی شدّت و تکلیف کفارا ذنوب ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی قسمت کا مارا آخر تک ملوث رہا۔ تو قبر کے حالات درجہ بدرجہ اس کے لئے جزاء اعمال بنتے چلے جاتے ہیں۔ اگر قیامت برپا ہونے اور اس کی ہولناکیوں سے بھی کام پورا نہ ہو سکا۔ تو فیصلہ شدہ قانون (قضا و قدر) کے مطابق اس کو دوزخ میں ڈالدیا جائے گا۔ تاکہ یہ سونا اس بھٹی میں نکھر کر (میل کچیل کٹ کر) نکل آئے۔ اور اس قابل ہو کہ پاک لوگوں کے مقام جنّت میں جا کر اور پاک و برتر آقا کے دیدار سے مشرف ہو سکے۔ گویا دوزخ جو کفّار کے لئے عذاب ہے۔ لیکن بعض گناہ گار مسلمانوں کے لئے دخول جنّت کے استعداد کی خاطر رحمت ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سارے مسلمانوں کو اس ابتلاء سے محفوظ رکھے (آمین) اس میں شک نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت بھی سخت ہے۔ اور ایسے مہربان مالک کے نافرمانوں پر جتنی سختی بھی کی جائے کم ہے۔ وہ ناراض ہو جائے۔ تو جہنم ٹھکانا ہو جاتا ہے۔ پھر کون یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے۔ کہ اس کے گناہ معاف ہو گئے اس لئے ہر وقت ڈرتے رہنا اور معافی مانگتے رہنا چاہیئے۔ امید و خوف اور بیم و رجاء کے درمیان ایمان ہے۔

اللہ تعالےٰ اس رمضان المبارک کو عالم اسلام کے حق میں لازوال کامیابی کا سبب بنائے (آمین)۔

آخر میں گذارش ہے۔ کہ اس مبارک مہینے میں مسلسل دو باتوں کے لئے دعا کرتے رہیں۔ اوّل پاکستان کی دینی اور دنیوی ترقی کے یہاں اللہ تعالےٰ کے احکام کی پابندی ہو۔ دوسرے الجزائر کے مسلمانوں کو جنگ آزادی میں کامیابی حاصل ہو۔ (آمین یا الٰہ العالمین)

جناب ایم عبدالرحمٰن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

فضائلِ رمضان اور روزہ کی حکمت و حقیقت

اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے ایک اہم اور جلیل القدر رُکن روزہ بھی ہے۔ جس کے اخلاقی اور جسمانی محاسن اور منافع حدِ شمار سے باہر ہیں۔ مگر اس مادہ پرست زمانہ میں حقیقت سے نابلد مسلمان اُن کو کیا جانیں۔ اسلام کے تعلیمی خزانہ میں سب کچھ ہے۔ مگر ہم بدبختوں کے لئے رسمی نمازوں اور نمائشی فاقہ کشیوں کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ اگر وہ مسلمان ہوتے ہوئے اور قرآن حکیم جیسی کامل مقدس کتاب رکھتے ہوئے اخلاق و روحانیت سے محروم ہیں۔ تو اپنی بے علمی، بے بصیرتی اور کور ذوقی کا ماتم کریں۔ اور اپنی قسمت کو سنگ جمود و جہالت سے پھوڑیں۔

عبادتِ صوم ایک ایسی عظیم الشّان اور ہمہ گیر عبادت ہے کہ دُنیا کا کوئی آسمانی و غیر آسمانی مذہب اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں روزہ کا مفہوم نہ پایا جاتا ہو۔ اور فاقہ کشی و تزکیہ نفسی کو تنویرِ قلب اور شادمانیٔ روح کا ذریعہ نہ سمجھا گیا ہو۔ مگر اقوام عالم اور ملل عالم میں روزہ کا صرف نام ہی نام ہے حقیقتِ صوم کا ان میں نام کو نہیں۔ انسانی تغیّر و تبدّل خیال و رائے نے اس کی صورت مسخ کر دی ہے۔ اور ان میں تزکیہ قلب کا یہ طریقہ رسمی اور زبانی طور پر موجود ہے۔ اسلام نے روزہ کو جو اہمیّت اور فضیلت دی ہے اور اس کی حقیقت و استناد کو جس طرح قائم رکھا ہے۔ اُس کا اجمالی تصوّر امورِ ذیل سے کر لیجئے۔

سب سے پہلے ماہ رمضان المبارک کو لیجئے۔ جس میں روزے رکھنے فرض کئے گئے ہیں۔ اس ظروفِ عالی پر نظر کیجئے۔ پھر مظروف کی عظمت و افادیّت کا اندازہ لگائیے۔

رمضان المبارک کی عظمت و فضیلت

رمضان رمض سے مشتق ہے۔ یعنی یہ مہینہ گناہوں کو جلا دیتا ہے اور روزہ دار گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ اس کے دل و دماغ روشن ہو جاتے ہیں۔ روحانی قویٰ بیدار ہو جاتے ہیں۔ اور روزہ پاکیزگیٔ حیات کی انتہائی بلندیوں تک پہنچ جاتا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ؕ (پ ۲ ع ۷)۔

ترجمہ:۔ مہینہ رمضان کا ہے۔ جس میں قرآن نازل ہُوا۔ جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور راہ پانے کی روشن دلیلیں ہیں اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی۔

رمضان میں قرآن پاک کا نزول ہُوا۔ جس نے دنیا میں آکر حق و باطل کا امتیاز کرایا۔ جس نے دنیا کو امن و سلامتی اور آزادی و جمہوریّت کا پیغام دیا۔ ایمان و عمل صالح کی حقیقی رُوح سے حق و صداقت کے پرستاروں کو آشنا کیا اور دنیا و آخرت کی بادشاہی کا اعلان کیا۔ پھر اس سے بڑھ کر شادابیٔ رُوح، پختگیٔ ایمان اور مسرت و شادمانی کا اور کونسا دن ہو سکتا ہے اور رمضان کی فضیلت و عظمت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے۔

یہی وہ مبارک مہینہ ہے۔ جس میں خدائے قدّوس نے عبادتِ صوم اپنے بندوں پر فرض کی۔ جس میں آسمان اور جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ انسان کے تمرّد و سرکشی کے جذبات پر موت طاری ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ہر نیکی پر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ثواب دیتے ہیں۔ روزہ داروں کا چلنا پھرنا اُٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا سب کچھ عبادت میں لکھا جاتا ہے۔

یہی وہ مبارک مہینہ ہے۔ جس میں ایک رات ایسی فضیلت اور بزرگی والی آتی ہے۔ جس میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر اور افضل ہے۔

رمضان کا مہینہ کیسے گزرنا چاہیئے؟

اس طرح کہ دن کو روزہ رکھا جائے اور رات کو حسبِ استطاعت عبادت کی جائے اور خدا کی تعبید و تقدیس بیان کی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:۔

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثَوَابًا وَ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

ترجمہ:۔ جس شخص نے اللہ تعالےٰ کی رضامندی اور خوشنودی کی نیّت سے رمضان کے روزے رکھے۔ اُس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

یہ ماہ مقدّس قرآنِ حکیم کے نزول کی سالگرہ کا مہینہ ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا امُور کے ساتھ خاص طور پر اس کی تلاوت کی جائے۔ کیونکہ قرآن عزیز نوعِ انسانی کے لئے سرچشمۂ ہدایت ہے۔

مسلمانو! رمضان شریف میں قرآن کے نزول کی سالگرہ مناؤ۔ مگر اس طرح نہیں کہ محض رسمی اور لفظی تلاوت کر لی۔ اور حافظ صاحب سے تراویح میں تین قرآن سُن لئے۔ بلکہ قرآنی ہدایت و رہنمائی کے اصول و ضوابط پر نظر و فکر کیا جائے اس کے معانی و مطالب سے واقفیّت پیدا کی جائے اور پھر ان پر عمل کیا جائے۔

یاد رکھو! کہ قرآنی تلاوت کا مقصود و مُدعا ہی یہ ہے کہ اس کتابِ عزیز کے مطالب سے واقفیّت پیدا کر کے اُن پر عمل کیا جائے۔ اگر یہ مقصود حاصل نہ ہو تو تلاوت ایک دل بہلاوا ہے۔ لفظی تلاوت سے ثواب تو ضرور ملتا ہے۔ ایک ایک حرف کے عوض دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اور یہ بھی غنیمت ہے۔ مگر اس سے اصل مدّعا حاصل نہیں ہوتا۔

پس اے مسلمانو! اگر تم قرآنِ حکیم کو خدا کا مقدّس کلام سمجھتے ہو۔ تو قرآن کے مطالب سے واقفیّت بھی پیدا کرو۔ اور اُن پر عمل بھی کرو۔ یاد رکھو! قرآنی تلاوت کا مقصود و مدعا ہی یہ ہے کہ اس کتابِ عزیز کے مطالب سے واقفیّت پیدا کی جائے۔ اگر یہ مقصود حاصل نہ ہو۔ تو تلاوت ایک دل بہلاوہ ہے۔ لفظی تلاوت سے ثواب تو ضرور ملتا ہے۔ مگر مُدّعا حاصل نہیں ہوتا۔

روزہ کا ثواب

حضرت ابوسعید خدُری سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جس شخص

نے ایک دن بھی خدا کے واسطے روزہ رکھا۔ اللہ تعالےٰ اُس کے اور دوزخ کے درمیان ایک ایسی چوڑی خندق بنا دے گا۔ جتنا کہ آسمان و زمین کا فاصلہ ہے۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں۔ کہ اس کو دوزخ سے ستّر برس کی راہ دُور کر دے گا۔

حدیث قدسی میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے :۔

اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ روزہ صرف میرے لئے ہے۔ میں ہی اس کی جزا ہوں۔

یوں تو تمام ہی عبادتیں صرف اللہ کے لئے ہوتی ہیں۔ مگر روزہ کو اپنے لئے خاص کرنے کا مطلب درحقیقت یہ ہے کہ روزہ کا ثواب حدِ شمار سے باہر ہے جیسے کہ خدا کی رحمت کی کوئی حد نہیں۔ اسی طرح روزے کے ثواب کا کچھ ٹھکانا نہیں۔

حضورؐ فرماتے ہیں کہ جنّت میں ایک دروازہ کا نام ریّان ہے۔ اس میں صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ قیامت کے دن روزہ داروں کے لئے عرش کے نیچے دسترخوان چُنا جائے گا۔ اور روزہ دار اس پر کھا رہے ہوں گے۔ اور باقی لوگوں کا اُس وقت حساب ہوتا ہو گا۔ یہ دیکھ کر لوگ کہیں گے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ تو خورد و نوش میں مشغول ہیں اور ہمارا حساب ہو رہا ہے؟ جواب دیا جائے گا۔ کہ یہ لوگ روزہ دار تھے اور تم روزہ نہ رکھتے تھے۔

نیز حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے :۔

"روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں۔ ایک روزہ افطار کرنے کے وقت اور ایک دیدارِ الٰہی کے وقت۔"

فَرْحَتَیْنِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ الْاِفْطَارِ وَ فَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَآءِ الرَّحْمٰنِ۔

نیز فرمایا :۔

روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک و عنبر کی خوشبو سے زیادہ ہے اور روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے

خَلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِیْنَ اَطْیَبُ عِنْدَ اللہِ مِنَ الْمِسْکِ

الغرض رمضان المبارک سراپا ہدایت اور ہزار عبرتوں، بصیرتوں، سعادتوں، خوبیوں بھلائیوں اور بڑائیوں کا سرچشمہ ہے۔

روزہ کے اخلاقی و رُوحانی فائدے

خدائے حکیم و بصیر نے اپنے بندوں پر روزہ کی تکلیف ڈال کر بہت بڑا فضل و کرم اور احسان کیا ہے۔ گویا رحمت و مغفرت کے خزانے کھول دیئے ہیں۔ اس طرح کہ روزہ سے دل میں صفائی، رُوح میں تازگی اور دماغ میں روشنی پیدا ہوتی ہے۔ دل جلوہ گاہِ الٰہی بن جاتا ہے۔ رُوح چمک اُٹھتی ہے۔ عبادت میں لطف آتا ہے۔ نیکی کی رغبت ہوتی ہے۔ بدی سے نفرت ہوتی ہے۔ مادی کثافتیں دُور ہو جاتی ہیں۔ اور رُوح میں ترقّی ہوتی ہے اللہ اللہ خدائے قدّوس اپنے بندوں پر کس قدر مہربان ہیں۔ کہ سال میں صرف ایک ماہ کے روزے رکھنے سے گناہوں کا کفّارہ، بدیوں کا اِزالہ، اور معاصی و نافرمانی کا دفعیّہ ہو جاتا ہے۔ قوائے شہوانیّہ و بہیمیّہ کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ روزہ داروں میں بھوک، پیاس کی تکلیف اور گناہوں کے رُکے رہنے کی وجہ سے فرشتوں کے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں۔ قوّتِ رُوحانیہ خواہشاتِ نفسانیہ پر غالب آکر نام کے مُسلمانوں کو کام کے مسلمان بنا دیتی ہے۔ اور ایک گنہگار و بدکار کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص روزہ رکھے اور اُس کی رُوحانی قوّت نہ چمکے۔ اگر اس کے خلاف نظر آئے تو سمجھ لو۔ کہ حقیقی روزہ رکھا ہی نہیں گیا۔

حقیقت میں روزہ ہی ایک ایسی عبادت ہے جو مسلمانوں میں جہاد کی سپرٹ پیدا کرتی اور انہیں خلافتِ ارضی کا اہل بناتی ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ صبر و استقلال مصائب و شدائد میں قوّتِ برداشت، ضبط و تحمّل کے گراں بہا جوہر، مساواتِ انسانی، نوعِ انسانی کی سچّی و عملی ہمدردی، اتفاق و یک جہتی اور فقراء و مساکین کی امداد و دستگیری ہی ایسے جوہر ہیں۔ جو قوموں کو مسابقتِ اقوام میں بازی لے جانے اور قوّت و اقتدار حاصل کرانے میں ممد و معاون ہوتے ہیں۔ اگر یقین نہیں تو زندہ اور ترقّی یافتہ قوموں کے عروج و کمال کے راز معلوم کر لو۔ تعجّب ہے۔ کہ وہ قوم جس پر روزے فرض کئے گئے ہوں۔ جن پر بقائے شخصی، بقائے قومی اور ارتقائے حیات پر موقوف ہے۔ وہ روزے رکھ کر بھی دُنیا کی تمام قوموں سے پیچھے ہو؟

کیا یہ ممکن ہے کہ آفتاب آفاقِ عالم پر شعاع ریز ہو۔ اگر دنیا پر ظلمت و تاریکی چھائی ہوئی ہو یعنی سال کے سال ماہِ رمضان آفتابِ ہدایت بن کر قلوب اور رُوح پر ضیاء بار ہو اور روزہ داروں کے دل و دماغ تاریک ہوں اور جہالت و حماقت نے اُن کی عظمتِ پارینہ کا منہ کالا کر دیا ہو۔ اُس کے لئے یقیناً یہی کہا جائے گا۔ کہ اس قوم نے عبادتِ صوم کی پابندی تو کی۔ مگر اس کی غرض و غایت اور حقیقت کو نہیں سمجھا۔

روزہ کا فلسفہ

روزہ سے صرف اطاعت و انقیادِ الٰہی کی تکمیل، صحت و تندرستی میں کمال، حواس میں نشاط، دماغ میں نشو و ارتقاء، اور رُوح میں روشنی ہی پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ تقویٰ و طہارت، ورع و پاکیزگی اور توبہ و انابت الی اللہ کا ذریعہ یہی روزہ ہے۔ حصولِ تقویٰ ہی روزہ کا آخری اور انتہائی نقطۂ نظر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ٥ (پ ۲ ع ۷)۔

ترجمہ :۔ اے ایمان والو! تم پر روزے ایسے ہی فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

(مطلب) :۔ یہ حکم روزہ کے متعلّق ہے جو ارکانِ اسلام میں داخل ہے اور نفس کے بندوں ہوا پرستوں کو بہت ہی شاق ہوتا ہے۔ اس لئے تاکید اور اہتمام کے الفاظ سے بیان کیا گیا اور یہ حکم حضرت آدمؑ کے زمانہ سے اب تک برابر جاری رہا ہے۔ گو تعیین ایام میں اختلاف ہو۔ حدیث میں روزہ کو نصف صبر فرمایا ہے۔ روزہ سے نفس کو اس کی مرغوبات سے روکنے کی عادت پڑے گی۔ تو پھر اس کو ان مرغوبات سے جو شرعاً حرام ہیں روک سکو گے۔ اور روزہ سے نفس کی قوّت اور شہوت میں ضعف بھی آئے گا۔ تو اب تم متقی ہو جاؤ گے۔ بڑی حکمت روزہ میں یہی ہے کہ نفس سرکش کی اصلاح ہو اور شریعت کے احکام جو نفس کو بھاری معلوم ہوتے ہیں ان کا کرنا سہل ہو جائے۔

صفتِ تقوےٰ

وہ اعلیٰ درجہ کی صفت ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی خوبی اور کمال نہیں۔ اس میں تمام اخلاق فاضلہ آجاتے ہیں جیسے

صفتِ تقویٰ کو حاصل کر لیا اس نے دین و دنیا کی تمام خوبیوں اور بھلائیوں کو جمع کر لیا۔ تقویٰ اکتساب سعادت اور اجتناب معاصی دنیکیوں کا حاصل کرنا اور گناہوں سے بچنا) کی اُس زبردست قوّت کا نام ہے۔ جو دل میں خدا اور رسولؐ کے عشق و محبّت کا ایک نہ ٹلنے والا جذبہ پیدا کر دیتی ہے۔ بندہ سراپا اطاعت اور وارفتگی و شیفتگی کی تصویر بن جاتا ہے۔ گناہ کی قوّت اور خواہش نفسانیہ پر موت طاری ہو جاتی ہے۔ چنانچہ قرآنِ حکیم اور احادیثِ نبویہؐ نے اربابِ تقویٰ کی اوّلین خصوصیّت یہ تبلائی ہے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کے تمام احکام اور رسول اللہؐ کے ارشاداتِ عالیہ کی تعمیل و تکمیل میں ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں اور اپنی ہر چیز اسلام کی پہلی آواز پر قربان کر دیتے ہیں۔ صحابۂ کرام کی مقدّس زندگیوں کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت عملی صورت میں تمہارے سامنے آ جائے گی۔

اسلام کہتا ہے کہ روزہ ہی تو وہ بہترین عبادت ہے جیسے علاوہ اخلاقی و روحانی ترقی کے غریب لوگوں کی حالت سے اُمراء عملی طور پر باخبر ہوتے ہیں۔ روزے شکم سیروں اور فاقہ مستوں کو ایک سطح پر کھڑا کر کے قوم میں عملی مساوات پیدا کر دیتے ہیں۔ خدا ترسی کی طاقت انسان کے اندر محکم و استوار ہوتی ہے اور حیوانی خواہشوں میں کمزوری آتی ہے۔

صفتِ تقوٰے کا اجمالی تخیّل

ذرا غور کریں کہ اسلام نے عبادتِ صوم کو کس بلندی پر پہنچایا ہے۔ گرمی کا موسم ہے جسم انسانی سے پسینہ کی لہریں جاری ہیں۔ آفتاب کی شدّت و تمازت خون کھولا رہی ہے مگر روزہ دار اپنے مولا کی رضامندی و خوشنودی کے لئے اس گرمی میں بھی روزہ سے ہے۔ سخت پیاس لگ رہی ہے۔ مکان میں تنہا ہے۔ کوئی دیکھنے والا نہیں اور سامنے ٹھنڈے پانی کی صُراحی رکھی ہوئی ہے۔ مگر پانی نہیں پیتا۔ اس لئے کہ جس کے لئے روزہ رکھا ہے وہ رگِ جان سے بھی قریب ہے۔ اسی طرح خوب بھوک لگی ہوئی ہے۔ کھانا موجود ہے مگر نہیں کھاتا۔ پاس دلپسند بیوی حُسن میں جلوہ افروز ہے۔ محبّت کے جذبات دونوں طرف سینوں میں موجزن ہیں۔ مگر وہ دل پر جبر کر کے احتراز کرتا ہے۔ کیونکہ خدا کے حکم کی عزّت و حُرمت اس کے دل میں گھر کر گئی ہے۔ اب کوئی دوسری قوّت اس کے دل پر غالب نہیں آ سکتی۔ یہی وہ اخلاقی پاکیزگی اور اطاعتِ الٰہی ہے۔ جس کا روزہ دار کے اندر پیدا کر دینا شرع کا مقصودِ اصلی ہے۔

روزہ کے شخصی اور اجتماعی فوائد حدِ شمار سے باہر ہیں۔ سب سے بڑا شخصی فائدہ اور روزہ کی علّت، طہارت نفس اور رُوحانی پاکیزگی ہے۔ ظاہر ہے کہ اِس سے بڑا فائدہ اور کمال کیا ہو سکتا ہے جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا وہ دین و دنیا میں نجات پا گیا۔ اور اپنے انتہائی شرف و اعزاز کو پہنچ گیا۔ نیز رمضان کا مہینہ باہمی سلوک اور غمخواری کا مہینہ ہے۔

اسلام خلق اللہ کے لئے رحمت بن کر آیا ہے۔ اور بندگانِ الٰہی کو انتہائی راحت و آرام تک پہنچانے کا ذمّہ دار ہے۔ اُس نے چُن چُن کر اپنے نظام و آئین میں ایسی باتیں رکھی ہیں جو روح کی فطری صلاحیّتوں کو بڑھائیں اور اُسے گندگی اور کثافت میں آلودہ نہ ہونے دیں۔

ان تدبیروں میں سب سے بڑی تدبیر روزہ ہے۔ جو اُمّتِ مُسلمہ کے لئے رُوحانی عروج اور ذہنی ارتقاء کی ایک سبیل ہے۔ رمضان کا مہینہ شادابیٔ رُوح اور پختگیٔ دین کا موسمِ بہار ہے جو سال کے سال حیاتِ دینی کے جدید باب کا افتتاح کرتا ہے اور دینداروں کو معراجِ سعادت پر پہنچانے کا سامان کرتا ہے۔

روزہ کی حقیقت

عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ روزہ محض ترکِ اَکل و شُرب و جماع کا نام ہے حالانکہ یہ روزہ کا چھلکا ہے۔ روزہ کی رُوح دُوسری چیز ہے۔ جس سے عام روزہ دار بے خبر ہیں۔

سو یاد رکھو روزہ کی غرض و حکمت اور اس کی اصل رُوح حصولِ اتقاء ہے۔ اور اتقاء کے معنی ہیں اخلاقی اور رُوحانی قویٰ کی تعدیل اور دوسروں کی خاطر تکالیف برداشت کرنے کا جذبہ۔ پس روزہ دار کو اپنے تمام اعضاء جسمانی اور دل و دماغ اور صبر و استقامت کے ساتھ احکامِ الٰہیہ پر پابند رہنا چاہیئے۔ اعضاء و جوارح کو تمام افعالِ قبیحہ سے بچائے رکھنے کے ساتھ دل و دماغ کو بھی بُرے قسم کے خیالات و افکار ہر قسم کی لغو و بیہودہ گفتاری اور غیبت سے بچایا جائے۔ "اتقاء و پرہیزگاری ایک ایسا وسیع و جامع لفظ ہے۔ جو تزکیہ نفس و تہذیب اخلاق کے تمام اصناف پر مشتمل ہے۔ پس اگر روزہ سے فرض تو ادا ہو جاتا ہے۔ مگر اس کی غرض و غایت اور فائدہ ظاہر نہیں ہوتا۔ پس ہر روزہ دار کو اسے اندر پاکیزگی پیدا کر لینی چاہیئے"۔ (مولانا مولوی محمد انوار الحق صاحب سندھی)

روزہ انسان میں ضبطِ نفس کی طاقت پیدا کرتا ہے

ضبطِ نفس سے مراد یہ ہے کہ آدمی کی خودی، جسم اور اُس کی طاقتوں پر اچھی طرح قابو یافتہ ہو اور نفس کی خواہشات و جذبات پر اُس کی گرفت اتنی مضبوط ہو کہ وہ اس کے فیصلوں کے تابع ہو کر رہیں۔ انسان کے وجود میں خودی کا مقام وہی ہے جو ایک سلطنت میں حکمراں کا مقام ہوا کرتا ہے۔ جسم اور اس کے اعضاء خودی کے آلۂ کار ہیں۔ تمام جسمانی اور دماغی طاقتیں خودی کی خدمت کے لئے ہیں۔ نفس کی حیثیّت اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کہ وہ خودی کے حضور اپنی خواہشات کو درخواست کے طور پر پیش کرے۔ فیصلہ خودی کے اختیار میں ہے کہ وہ اِن آلات اور طاقتوں کو کس مقصد کے لئے استعمال کرے اور نفس کی گزارشات میں سے کسے قبول اور کسے رَد کرے۔ اگر کوئی خودی اتنی کمزور ہو کہ جسم کی مملکت میں وہ اپنا حکم اپنی منشاء کے مطابق نہ چلا سکے۔ اور اس کے لئے نفس کی خواہشیں مطالبات اور احکام کا درجہ رکھتی ہوں تو وہ ایک مغلوب اور بے بس خودی ہے۔ اس کی مثال اُس سوار کی سی ہے جو اپنے گھوڑے کے قابو میں آ گیا ہو۔ ایسے کمزور انسان دنیا میں کسی قسم کی کامیاب زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ کامیاب زندگی کے لئے خودی کا قابو یافتہ ہونا توبہرحال ضروری ہے۔ مگر جو خودی اپنے خالق سے آزاد دنیا کے مالک سے بے نیاز ہو۔ جو کسی بالاتر اخلاقی قانون کی پابند نہ ہو۔ جس کو کسی حساب لینے والے کی باز پُرس کا اندیشہ نہ ہو۔ وہ اگر اپنے جسم و نفس کی طاقتوں پر قابو پا کر ایک پُر زور خودی بن جائے تو وہ دنیا میں فرعون اور نمرود، ہٹلر اور مسولینی جیسے بڑے بڑے مفسد ہی پیدا کر سکتی ہے۔ ایسا ضبط نفس نہ قابل تعریف ہے اور نہ وہ اسلام کا مطلوب ہے۔ اسلام جس ضبطِ نفس کا قائل ہے وہ یہ ہے کہ پہلے انسان کو خودی اپنے خدا کے آگے

سرِ تسلیم خم کر دے۔

حضرت جابر ابن عبداللہؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں۔کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔روزہ ایک ڈھال ہے۔اس ڈھال کی وجہ سے بندہ دوزخ کی آگ سے بچایا جاتا ہے۔روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دُونگا۔

اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ۔

روزہ ڈھال ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وہ بندہ مجھ کو زیادہ محبوب ہے اور پسندیدہ ہے جو روزہ کھولنے میں جلدی کرتا ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے اپنے اعضاء کا روزہ نہیں رکھا تو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی مجھے حاجت نہیں ہے۔ (ابونعیم)

اگر آپ نفس وجسم کے مطالبات کا جائزہ لیں۔تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان میں تین مطالبے اصل و بنیاد کا حکم رکھتے ہیں اور وہی سب سے زیادہ طاقتور مطالبے ہیں ایک غذا کا مطالبہ جس پر بقائے حیات کا انحصار ہے۔دوسرا صنفی مطالبہ جو بقائے نوع کا ذریعہ ہے تیسرا آرام کا مطالبہ جو قوتِ کارکردگی کی بحالی کے لئے ضروری ہے۔یہ تینوں مطالبے اگر اپنی حد کے اندر رہیں تو عین منشائے فطرت ہیں لیکن نفس وجسم کے پاس۔یہی تین پھندے ایسے ہیں کہ ذرا سی ڈھیل پاتے ہیں وہ اُن کے جال میں پھانس کر آدمی کی خودی کو اُلٹا اپنا غلام بنا لیتے ہیں۔

ہر ایک مطالبہ زور لگاتا ہے کہ انسان اپنا مقصد زندگی اپنے اصول اور اپنے ضمیر کے فتوے بھول کر اُسی کے تقاضے پورے کرنے میں لگا رہے۔ایک کمزور خودی جب ان تقاضوں سے مغلوب ہو جاتی ہے تو غذا کا مطالبہ اُسے بندۂ شکم بنا دیتا ہے صنفی جذبہ اس کو حیوانیت کے اسفل السافلین میں پہنچا دیتا ہے۔اور جسم کی آرام طلبی کے اندر ارادہ کی کوئی طاقت باقی نہیں رہنے دیتی۔پھر وہ اپنے نفس وجسم کی حاکم نہیں بلکہ ان کی محکوم بن کر رہتی ہے۔اور اس کا کام بس یہ رہ جاتا ہے کہ اس کے احکام کو بھلے اور برُے جائز اور ناجائز تمام طریقوں سے بجا لایا کرے۔

روزہ نفس کی انہی تین خواہشوں کو اپنے ضابطہ کی گرفت میں لیتا ہے اور خودی کو ان پر قابو پانے کی مشق کراتا ہے وہ اس خودی کو جو خدا پر ایمان لاچکی ہے یہ خبر دیتا ہے کہ تیرے خدا نے آج دن بھر کے لئے تجھ پر دانہ پانی حرام کر دیا ہے۔اس مدت کے اندر تیرے لئے پاک غذا اور جائز کمائی سے حاصل کی ہوئی غذا بھی جائز نہیں ہے۔وہ اس سے کہتا ہے کہ تیرے مالک نے آج تیری صنفی خواہشات پر بھی پابندی عائد کر دی ہے۔صبح صادق سے غروب آفتاب تک تیرے لئے حلال طریقہ سے بھی ان خواہشات کو پورا کرنا حرام ہے وہ اسے یہ بھی اطلاع دیتا ہے کہ تیرے رب کی خوشی اسی میں ہے کہ دن بھر کی بھوک پیاس کے بعد جب تو افطار کرے۔تو نڈھال ہو کر لیٹ نہ رہے۔بلکہ اُٹھ کر عام دنوں سے زیادہ اس کی عبادت کر۔وہ اس کو یہ حکم بھی پہنچاتا ہے۔کہ نماز کی لمبی رکعتوں سے فارغ ہو کر جب تو آرام لے تو صبح تک مدہوش ہو کر نہ پڑھا بلکہ معمول کے خلاف سحری کے لئے اُٹھ۔اور صبح سے پہلے اپنے جسم کو غذا دے۔

یہ سارے احکام پہنچا دینے کے بعد وہ ان کی تعمیل کا معاملہ خود اسی پر چھوڑ دیتا ہے۔اس کے پیچھے کوئی پولیس،کوئی سی آئی ڈی،کوئی خارجی دباؤ ڈالنے والی طاقت نہیں لگائی جاتی۔وہ چھپ کر کھانے پینے یا صنفی خواہشات پوری کرے تو خدا کے سوا کوئی اسے دیکھنے والا نہیں ہے۔وہ تراویح سے بچنے کے لئے کوئی شرعی حیلہ کر دے تو کوئی دُنیوی طاقت اس پر گرفت نہیں کر سکتی۔سب کچھ اس کے اوپر منحصر ہے۔

اگر مومن کی خودی واقعی خدا کے مطیع ہو چکی ہے اور اگر اس کے ارادے میں اتنا زور ہے کہ نفس پر قابو پا سکے تو وہ خود ہی غذا کی مانگ کو،صنفی خواہش کو، اور آرام کی طلب کو اس ضابطہ میں کس دے گا۔جو آج خلافِ معمول اُس کے لئے مقرر کر دیا گیا ہے۔

یہ صرف ایک دن کی مشق نہیں ہے ایسی مشق کے لئے ایک دن کافی نہیں ہو سکتا۔مسلسل ۳۰ دن خودی سے یہی مشق کرائی جاتی ہے۔سال بھر میں ایک دم ۷۲۰ گھنٹے کے لئے یہ پروگرام بنا دیا گیا ہے کہ رات کے آخری حصہ میں اُٹھ کر سحری کھاؤ۔صبح پو پھٹتے ہی کھانا پینا بند کر دو۔دن بھر ہر قسم کی غذا سے پرہیز کرو غروب آفتاب کے بعد ٹھیک وقت پر افطار کرو۔پھر رات کا ایک حصہ تراویح کی غیر معمولی نماز میں کھڑے رہ کر گزارو اور چند گھنٹے آرام لینے کے بعد پھر دوسرے دن کے لئے یہی پروگرام شروع کر دو۔اس طرح مہینہ بھر تک پے در پے نفس کے اِن تین سب سے بڑے اور سب سے زیادہ طاقتور مطالبوں کو ضابطہ میں جکڑتے رہنے سے خودی کے اندر یہ طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ خدا کی مرضی کے مطابق اپنے نفس وجسم پر حکومت کر سکے اور یہ عمر بھر میں صرف ایک ہی مرتبہ کا پروگرام نہیں ہے بلکہ سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد سے مرتے دم تک ہر سال میں ایک مہینہ اسی مشق کے لئے وقف کیا گیا ہے تاکہ نفس پر خودی کی گرفت بار بار تازہ اور سخت ہوتی رہے۔

یہی روزہ کا اصل مقصد ہے۔جس شخص نے روزہ سے یہ طاقت حاصل نہ کی اُس نے خواہ مخواہ اپنے آپ کو بھوک پیاس اور رت جگے کی تکلیف دی۔ (از ترجمان القرآن)

فلسفۂ روزہ

خدا تعالےٰ نے روزہ میں بے شمار حکمتیں رکھی ہیں۔جب اعضاء سست ہو جاتے ہیں تو نفس کی تیزی جاتی رہتی ہے اور حرام کی طرف رغبت بہت کم ہوتی ہے۔اور جب اعضاء میں صفائی آتی ہے تو دل بھی صاف ہو جاتا ہے۔غریبوں اور مسکینوں کی حالت کا اندازہ ہو جاتا ہے اور اُن پر رحم آتا ہے۔ہر چیز کے لئے اُس کے مناسب زکوٰۃ اور پاکی کا سامان ہوتا ہے۔بدن کی زکوٰۃ اور پاکی کے لئے خدا تعالےٰ نے روزہ کو مقرر فرما دیا ہے۔چونکہ روزہ میں نفس پر سخت مشقت ہوتی ہے لہٰذا خدا تعالےٰ نے اس کا ثواب بھی بلا اندازہ مقرر کیا ہے۔ہر عملِ صالحہ کی ایک جزائے خیر ہے۔مگر روزہ کی جزا ذاتِ حق جلّ وعُلیٰ خود دیتا ہے۔

اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ۔

مقصد روزہ یہ ہے کہ تم پرہیزگار

شکر گزار بن جاؤ اور منزلِ مقصود پر پہنچ جاؤ۔ !

رُوحِ روزہ

تعلیم مذہب کا یہ خاصہ ہے کہ انسان کے اندر اخلاقِ حسنہ پیدا ہوں۔ صفاتِ حمیدہ سے آراستہ ہو۔ بد اخلاقی سے نفرت ہو۔ خواہشاتِ نفسانی پر قابو پائے۔ ضبطِ نفس اور تحمّل کا خُوگر ہو۔ فتنہ انگیزی سے باز آئے۔ شرارت نہ کرنے پائے اور تمام خوبیوں کے پیدا کرنے کے لئے بہترین علاج یہی ہے کہ انسان کے حیوانی زہر کو نکالدیا جائے۔ اور اس کا بہترین تریاق روزہ ہے۔ روزہ سے اخلاقی اور معاشرتی اصلاح ہوتی ہے۔ پانی پئے کھانا کھائے بغیر اگر ضرورت پیش آجائے تو دن رات کے چوبیں گھنٹے مسلسل کام کر سکتا ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ ہر مسلمان ایک فوجی سپاہی ہے۔

(حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ)

عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ اور قرآن انسان کے لئے قیامت کے دن شفاعت کریں گے۔ روزہ کہیگا۔ اے میرے ربّ! میں نے اس کو دن کے وقت کھانے اور خواہشاتِ نفسانی سے روکا تھا۔ لہذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمایئے۔ اور قرآن کہے گا۔ میں نے اس کو رات کے سونے سے روکا تھا۔ لہذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمایئے۔ پھر دونوں کی شفارش قبول کی جائے گی۔

رمضان مبارک کے ساتھ چار تاریخی واقعات وابستہ ہیں:۔

(۱) قرآن کریم رمضان میں نازل ہُوا۔

(۲) یہ کہ رمضان مبارک میں جہاد فرض ہُوا اور اسلامی تلوار پہلی بار میان سے نکلی اور بدر کے میدان میں چمکی۔

(۳) یہ کہ رمضان میں ہی مکّہ فتح ہُوا اور خانۂ کعبہ کو ۳۶۰ بُتوں سے پاک کرکے وہاں خلافتِ الٰہی یا توحیدِ ربانی کی حکومت قائم کی گئی۔

پس رمضان صرف نزولِ قرآن ہی کی سالگرہ نہیں۔ بلکہ تبلیغِ اسلام کی نقاب کشائی افتتاحِ جہاد اور قیامِ خلافت کی سالگرہ بھی ہے اور اب اس مبارک مہینہ کو دُنیا میں اسی لئے بار بار لایا جاتا ہے تاکہ انسان تمام غیر الٰہی قوانین کی اطاعت سے سبکدوش ہو جائے۔ جہاد کی تقدیر روشن ہو۔ خلافت کا ستارہ چمکے اور خدا کی زمین پر خدا کے قانونِ شریعت کی حکومت قائم ہو جائے۔

مسلمانوں کے لئے قرآن حکیم (جو کہ اسی ماہ میں لیلۃ القدر کی رات لَوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل کیا گیا اور پھر حسب موقعہ و ضرورت ۲۳ برس تک رفتہ رفتہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوتا رہا) ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ اس لئے اسکی سالگرہ رمضان المبارک میں منائی جاتی ہے چنانچہ سارے رمضان المبارک میں مسلمان رات کو قرآن حکیم تراویح میں سُنتے ہیں۔ علاوہ اس کے اس نعمتِ عظمٰی کے شکر میں دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ کیسا برکت کا مہینہ ہے کہ اکثر دیگر آسمانی کتابوں کا نزول بھی اسی ماہ میں ہُوا۔

ہر رمضان المبارک میں حضور سرورِ عالمؐ جبرئیلؑ سے ایک مرتبہ قرآن مجید کا دَور فرمایا کرتے تھے اور سب سے آخری رمضان میں آپ نے دو مرتبہ دَور فرمایا۔ رمضان کا آخری عشرہ بہت برکت والا ہے۔ اس میں لیلۃ القدر ہے اور اسی میں اعتکاف کیا جاتا ہے۔ صدقات وخیرات کا ثواب اس ماہ میں معمول سے صدہا درجہ زیادہ ہوتا ہے۔

رمضان کے پہلے دس دن رحمت کے ہیں۔ دوسرے دس دن مغفرت کے ہیں۔ اور آخری دس دن آگ سے رہا کرانیوالے ہیں۔ !

سُنن و مُستحباتِ روزہ

ظاہری اور باطنی گناہوں سے بچنا۔ بالخصوص اخیر عشرہ میں شب بیداری کرنا اور مسجد میں اعتکاف کرنا۔ لیلۃ القدر کی بابرکت رات (جس کی عبادت کا ثواب ایک ہزار ماہ کی عبادت کے ثواب سے بڑھ کر ہوتا ہے) بھی انہی ایام کی طاق راتوں یعنی اکیسویں تئیسویں پچیسویں۔ ستائیسویں اور انتیسویں میں ہوتی ہے جو غروبِ آفتاب سے لے کر صبح صادق تک رہتی ہے۔

سحور کھانا، افطاری روزہ میں جلدی کرنا کھجور یا خُرما سے روزہ افطار کرنا مسنون اور باعثِ ثواب ہے۔ اگر خُرما نہ ہو تو پانی سے افطار کرنا چاہیئے

یہ تمام احکامِ بالا سنّت الرّسولؐ اور مستحبات ہیں۔

فرائضِ مُسلمانان

پہلا فرض یہ ہے کہ آپ جلسوں، خطبوں اور رضاکاروں کے ذریعہ سے تمام مسلمانوں کو روزہ رکھنے کی ترغیب دیں اور کوشش کریں کہ آپ کے شہر میں کہیں رمضان مبارک کی بے حُرمتی نہ ہو۔

ہر مسلمان رمضان شریف کی عزّت قائم رکھے دوکانوں اور بازاروں میں کھانے پینے کے شغل کو جاری نہ رکھا جائے۔

دوسرا فرض یہ ہے کہ ظاہری عزت کے علاوہ روزہ کی باطنی عزت بھی کریں۔ اپنے جسم کے ہر حصّہ کو روزہ دار بنائیں۔ آپ دل کو بُری نیّت سے، دماغ کو گناہ اور خود غرضی اور بُزدلی کے خیالات سے، آنکھ کو بُری نظر دیکھنے سے۔ زبان کو جھوٹ چغلی بدزبانی اور گالی گلوچ سے روکیں۔ قدموں سے بُرے کاموں کی طرف چل کر نہ جائیں۔ ہاتھوں سے ظلم اور برائی کا کام نہ کریں۔

تیسرا فرض یہ ہے کہ آپ خود تلاوت قرآن کریں۔ ہر مسلمان کو روزانہ تلاوتِ قرآن کی تبلیغ کریں۔ غیر مسلموں میں قرآن کی تبلیغ کریں۔ نمازِ تراویح میں حفاظ سے قرآن سُننے کا انتظام فرمائیں۔

چوتھا فرض یہ ہے کہ ۱۷ر رمضان کو اپنے شہر میں جہاد کی یاد تازہ کریں۔ جہاد کے فضائل بیان فرمائیں۔

پانچواں فرض یہ ہے کہ آپ جمعۃ الوداع اور عید کی نماز سب مِل کر ایک جگہ پر ادا کریں۔ !

آپ کا فرض ہے کہ آپ اِن گنتی کے دنوں میں نیکی کمانے کے لئے خوب کوشش کریں۔ اپنے خدا کو دل کھول کر یاد کریں۔ نوافل پڑھیں۔ اعتکاف میں بیٹھیں۔ قرآن کے ذکر و فکر میں اپنا وقت گزاریں۔

گناہوں سے توبہ کریں۔

غریبوں کی امداد فرمائیں۔

اور صحیح معنوں میں صابر، شاکر، پرہیزگار اور مجاہد بن کر اللہ کی رحمت، مغفرت اور نجات تینوں دولتوں کے مالک بن جائیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

خط وکتابت کرتے وقت، اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ اور اپنے پتے مکمل صاف اور خوشخط لکھا کریں۔ تاکہ کسی قسم کی غلطی کا احتمال نہ ہو۔

روزہ کے احکام و مسائل

سال بھر میں ایک مہینہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔ فرض ہونے کی یہ شرطیں ہیں۔ مسلمان ہونا، بالغ ہونا، حیض و نفاس سے پاک ہونا مگر حیض و نفاس سے پاک ہونے کے بعد قضا لازم ہے۔ نیت روزے کی کرنا۔ مقیم ہونا۔ تندرست ہونا۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور مباشرت سے پرہیز رکھنے کا نام روزہ ہے۔ سحری کھانا مسنون ہے۔ اور سحری دیر کر کے کھانا اور افطار میں بعد غروب آفتاب کے جلدی کرنا مستحب ہے۔ افطار کھجور یا پانی سے کرنا۔ لغو و بیہودہ باتوں اور غیبت سے بچنا بھی مستحب ہے۔ روزے میں کوئی چیز چبانا یا چکھنا، بوسہ لینا۔ غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، لڑنا مکروہ ہے، کھانے پینے مباشرت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ قصداً مُنہ بھر قے کرنے سے روزہ قضا رکھنا پڑتا ہے

وہ اُمور

جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم آتی ہے

(۱) روزہ کی حالت میں وضو یا غسل کرتے وقت مُنہ یا ناک کے ذریعہ غلطی سے حلق میں پانی چلا جائے تو روزہ جاتا رہتا ہے صرف قضا کرنی ہوگی۔

(مراقی الفلاح صفحہ ۴۰۶ عالمگیری صفحہ ۱۵ جلد ۲)

(۲) اسی طرح اگر روزہ کی حالت میں روزہ کا دھیان رہتے ہوئے قصداً لوبان یا اگربتی کا دُھواں ناک یا مُنہ کے ذریعہ حلق میں اُتار لیا جائے تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے صرف قضا کرنی ہوگی (شامی ص ۱۰۶)

(۳) اسی طرح اگر کان میں یا ناک میں تیل یا کوئی گیلی دوا ڈالی جائے گی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ صرف قضا کرنی ہوگی۔

(مراقی الفلاح ص ۴۰۸ درمختار صفحہ ۱۱۱ جلد ۲)

(۴) اسی طرح اگر سحری کے وقت منہ میں پان رکھ کر سو جائے اور صبح صادق کے بعد آنکھ کھلے تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ صرف قضا کرنی ہوگی

(امداد الفتاوی صفحہ ۱۰۷ جلد ۲)

(۵) اسی طرح اندام نہانی میں اگر دوا رکھی جائے یا انگلی داخل کی جائے تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے صرف قضا کرنی ہوگی (مراقی الفلاح ص ۴۰۹)

(۶) اسی طرح ماہواری کے آجانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کی صرف قضا کرنی ہوگی۔

(طحطاوی ص ۸۴)

(۷) اسی طرح اگر کوئی روزہ کی حالت میں بیمار پڑ جائے اور دوا وغیرہ کے لئے روزہ توڑنے کی ضرورت پیش آجائے تو کوئی گناہ نہیں، روزہ توڑ دیا جائے بعد میں صرف قضا کر لے (فتاوی مولانا عبدالحی ص ۲۳/۲۷)

(۸) اسی طرح اگر یہ خیال کر کے کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے۔ کھانا کھانے لگ جائے لیکن بعد میں معلوم ہو جائے کہ سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد کھانا کھایا تھا تو وہ روزہ نہیں ہوگا اس کی قضا کرنی ہوگی

(مراقی الفلاح ص ۴۱۰ درمختار صفحہ ۱۱۳ جلد ۲)

روزہ رکھنے کی نیت

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ط

اور میں نے ماہِ رمضان کے کل کے روزے کی نیت کی۔

روزہ کھولنے کی نیت

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَ

اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور

عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ط

تجھ پر بھروسہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا

تسبیح تراویح

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ ط
سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَ
الْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ
وَالْجَبَرُوْتِ ط سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ
الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ
قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ ط
اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا
مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ ط

ماہِ رمضان کی راتوں میں یہ دعا پڑھیں

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ
فَاعْفُ عَنَّا يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ ط

وہ اُمور

جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۱) روزہ کی حالت میں آنکھوں میں سُرمہ یا کاجل یا اور کوئی گیلی دوا ڈالنا جائز ہے۔

(شامی جلد ۲ ص ۱۰۶)

(۲) اسی طرح سر میں اور بدن میں تیل ملنا بھی جائز ہے (شامی جلد ۲ ص ۱۰۶)

(۳) اسی طرح عطر اور پھول سونگھنا بھی جائز ہے (شامی جلد ۲ ص ۱۰۶)

(۴) اسی طرح روزہ کی حالت میں ہر کسی وقت مسواک کرنا بھی جائز ہے۔ خواہ مسواک سوکھی ہو یا تر۔ کڑوی یا میٹھی سب طرح کی جائز ہے (عالمگیری جلد ۲ ص ۱۱)

(۵) غسل کرتے وقت اگر کان میں پانی چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا (مراقی الفلاح ص ۴۱۰)

(۶) اسی طرح اگر خود بخود قے آجائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ (شامی ج ۲ ص ۱۲۰)

(۷) اسی طرح اگر خود بخود قے منہ میں آئی اور خود بخود ہی اندر چلی گئی تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا (شامی جلد ۲ ص ۱۲۰)

(۸) اسی طرح اگر روزہ سے سوتے میں احتلام ہو جائے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا

(عالمگیری جلد ۲ ص ۱۲)

(۹) اسی طرح اگر روزہ سے نکسیر آجائے یا بلا ماہواری کے یا حالتِ حمل میں خون آ جائے یا مسوڑھوں سے خون نکل آئے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا

طحطاوی ص ۸۴-۸۷ شامی ص ۱۰۷/۲۲

(۱۰) اسی طرح اگر بوقت ضرورت زبان سے کوئی چیز چکھی جائے یا دانتوں سے چبائی جائے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا (شامی ص ۱۲۲/۲۲) (ماخوذ)

نقشہ اوقات سحری و افطاری رمضان المبارک ۱۳۸۰ ہجری / ۱۹۶۱ عیسوی

برائے شہر لاہور و مضافات

رمضان المبارک

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	اختتام سحری گھنٹہ	اختتام سحری منٹ	افطاری گھنٹہ	افطاری منٹ
جمعہ	۱۷ فروری	یکم رمضان	۵	۲۱	۵	۵۲
ہفتہ	۱۸ ״	۲	۵	۲۰	۵	۵۲
اتوار	۱۹ ״	۳	۵	۱۹	۵	۵۳
پیر	۲۰ ״	۴	۵	۱۸	۵	۵۴
منگل	۲۱ ״	۵	۵	۱۷	۵	۵۵
بدھ	۲۲ ״	۶	۵	۱۶	۵	۵۶
جمعرات	۲۳ ״	۷	۵	۱۵	۵	۵۶
جمعہ	۲۴ ״	۸	۵	۱۵	۵	۵۷
ہفتہ	۲۵ ״	۹	۵	۱۴	۵	۵۸
اتوار	۲۶ ״	۱۰	۵	۱۳	۵	۵۹
پیر	۲۷ ״	۱۱	۵	۱۲	۶	۰
منگل	۲۸ ״	۱۲	۵	۱۱	۶	۰
بدھ	یکم مارچ	۱۳	۵	۱۰	۶	۱
جمعرات	۲ ״	۱۴	۵	۹	۶	۲
جمعہ	۳ ״	۱۵	۵	۷	۶	۲
ہفتہ	۴ ״	۱۶	۵	۶	۶	۳
اتوار	۵ ״	۱۷	۵	۴	۶	۴
پیر	۶ ״	۱۸	۵	۳	۶	۴
منگل	۷ ״	۱۹	۵	۲	۶	۵
بدھ	۸ ״	۲۰	۵	۱	۶	۵
جمعرات	۹ ״	۲۱	۵	۰	۶	۶
جمعہ	۱۰ ״	۲۲	۴	۵۹	۶	۷
ہفتہ	۱۱ ״	۲۳	۴	۵۸	۶	۸
اتوار	۱۲ ״	۲۴	۴	۵۷	۶	۸
پیر	۱۳ ״	۲۵	۴	۵۶	۶	۱۰
منگل	۱۴ ״	۲۶	۴	۵۴	۶	۱۱
بدھ	۱۵ ״	۲۷	۴	۵۳	۶	۱۱
جمعرات	۱۶ ״	۲۸	۴	۵۲	۶	۱۲
جمعہ	۱۷ ״	۲۹	۴	۵۰	۶	۱۳
ہفتہ	۱۸ ״	۳۰	۴	۴۹	۶	۱۳

شوال کے روزے

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	اختتام سحری گھنٹہ	اختتام سحری منٹ	افطاری گھنٹہ	افطاری منٹ
اتوار	۱۹ مارچ	یکم شوال	عید الفطر			
پیر	۲۰ ״	۲	۴	۴۶	۶	۱۵
منگل	۲۱ ״	۳	۴	۴۵	۶	۱۵
بدھ	۲۲ ״	۴	۴	۴۳	۶	۱۶
جمعرات	۲۳ ״	۵	۴	۴۲	۶	۱۶
جمعہ	۲۴ ״	۶	۴	۴۰	۶	۱۷
ہفتہ	۲۵ ״	۷	۴	۳۹	۶	۱۸

ضروری ہدایات

لاہور کے علاوہ مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں کے اوقات سحری و افطاری کے لئے مندرجہ ذیل منٹ جمع اور منہا کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں جہاں جمع (+) ہے۔ وہاں منٹ جمع کرتے ہیں۔ اور جہاں نفی (–) ہے۔ وہاں منٹ نفی کرتے ہیں

مقامات	اختتام سحری	افطاری	مقامات	اختتام سحری	افطاری
پشاور	+ ۸ منٹ	+ ۱۳ منٹ	خوشاب	+ ۷ منٹ	+ ۸ منٹ
پاراچنار	+ ۱۴ ״	+ ۲۳ منٹ	سرگودھا	+ ۸ ״	+ ۸ ״
بنوں	+ ۱۳ ״	+ ۱۷ منٹ	ڈیرہ اسمٰعیلخاں	+ ۱۴ ״	+ ۱۴ ״
میراں شاہ	+ ۱۵ ״	+ ۲۰ ״	ڈیرہ غازیخاں	+ ۱۵ ״	+ ۱۳ ״
کوہاٹ	+ ۹ ״	+ ۱۵ ״	لائل پور	+ ۵ ״	+ ۵ ״
میانوالی	+ ۱۰ ״	+ ۱۲ ״	منٹگمری	+ ۵ ״	+ ۵ ״
کیمبل پور	+ ۵ ״	+ ۱۰ ״	ملتان	+ ۱۲ ״	+ ۱۰ ״
مری	+ ۱ ״	+ ۱۱ ״	بہاولپور	+ ۱۱ ״	+ ۹ ״
راولپنڈی	+ ۲ ״	+ ۸	بہاول نگر	+ ۵ ״	+ ۳ ״
جہلم	+ ۱ ״	+ ۴	رحیم یار خاں	+ ۱۸ ״	+ ۱۵ ״
سیالکوٹ	– ۲ ״	لاہور کا وقت	خان پور	+ ۱۷ ״	+ ۱۴ ״
جھنگ	+ ۵ ״	+ ۸ منٹ	شیخوپورہ	+ ۱ ״	+ ۱ ״
گوجرانوالہ	+ ۱ ״	+ ۱ ״	گجرات	– ۲ ״	+ ۲ ״
مظفر گڑھ	+ ۱۰ ״	+ ۱۰ ״	چترال	+ ۱۱ ״	+ ۱۱ ״
کراچی	+ ۲۷ ״	+ ۲۷ ״	حیدرآباد سندھ	+ ۲۳ ״	+ ۲۳ ״
شکارپور	– ۱۵ ״	+ ۱۵ ״	سکھر	+ ۱۸ ״	+ ۱۸ ״

تیار کردہ

غلام قادر اظہر ہیڈ ڈرافسمین خالد منزل لائن سبحان خاں لاہور

مورخہ ۱۸ شعبان المعظم مطابق ۵ فروری سنہ ۱۹۶۱ء

بچوں کا صفحہ

مسکینوں کی پناہ

امۃ العزیز

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیبیوں میں ایک بی بی تھیں جن کا نام زینبؓ بنت جحش تھا، ان میں خدا تعالیٰ نے اور صفتوں کے ساتھ دو ایسی ممتاز صفتیں عطا فرمائی تھیں جو ہر بہن کے لئے اُسوہ (نمونہ) تھیں- پہلی صفت ان میں عبادت اور تقوے کی تھی- یہ خدا کی بڑی برگزیدہ اور نیک بندی تھیں، شب و روز عبادت سے کام تھا- خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عبادت کی بڑی تعریف کی تھی- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو ان کی سوکن تھیں فرماتی تھیں،

"میں نے زینبؓ سے زیادہ کوئی عورت خدا سے ڈرنے والی، سچ بولنے والی، صلۂ رحمی کرنے والی اور صدقہ خیرات کرنے والی نہیں دیکھی"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو ان کی دوسری سوکن تھیں، فرماتی تھیں:-

"وہ بڑی صالح تھیں، بہت زیادہ روزے رکھتیں، اور راتوں کو بکثرت نماز پڑھتیں، اپنی محنت کی کمائی سے غریبوں اور محتاجوں کے ساتھ حسن سلوک کرتیں"

یہ اپنی زبان کی پوری حفاظت کرتیں کسی کے خلاف کچھ زبان سے نکالنا گناہ سمجھتی تھیں، اس کی سب سے بڑی مثال وہ واقعہ ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ افک کے دوران ان سے حضرت عائشہؓ کے متعلق دریافت کیا- یہ وقت اتنا نازک تھا کہ خواہ مخواہ زبان سے کچھ نکل ہی جاتا، یہ حضرت عائشہ کی سوکن بھی تھیں، پھر ان کی بہن کی زبان سے حضرت عائشہؓ کے متعلق چند مشکوک الفاظ نکل بھی چکے تھے مگر انہوں نے زبان کھولی تو حضرت عائشہؓ کی تعریف میں کھولی اور عرض کیا کہ میں نے عائشہؓ کے اندر کوئی خرابی نہیں دیکھی-

دوسری صفت یہ تھی کہ کسی کے سہارے زندگی نہیں گزارتی تھیں، نہ کسی کی محتاج رہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد محنت مزدوری کرتیں اور دستکاری سے کام چلاتیں اور پھر اس پیسے کو صرف اپنے اوپر صرف نہیں کرتیں بلکہ مستحقین کی خدمت کرتیں اور ساری رقم یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں پر خرچ کر دیتیں، ان کی رقم سے غریبوں کا بُرا کام چلتا-

حضرت عائشہؓ نے ان کے انتقال کے بعد فرمایا کہ:-

"زینبؓ اللہ کی عبادت کرتے کرتے اللہ سے جا ملیں- ان کے انتقال سے یتیم بچے اور بیوہ عورتیں پریشان ہیں کہ ان کے بعد اب کون ان کی پرورش کرے گا-"

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ازواج مطہرات کے اس سوال پر کہ آپ سے کون پہلے ملے گا، فرمایا "وہ جس کا ہاتھ لانبا ہے"

یعنی سخاوت و فیاضی میں سب سے بڑھا ہوگا- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ازواجِ مطہرات میں یہی بی بی تھیں جو سب سے پہلے وفات پاکر حضورؐ سے جا ملیں-

حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں وظیفہ مقرر فرمایا جو آپ ایک سال تک لیتی رہیں اور پھر یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ مجھ کو مال کے فتنہ سے محفوظ رکھ-

یہ وظیفہ بھی آپ مسکینوں اور یتیموں، بیوہ عورتوں پر خرچ کر ڈالتیں اور دامن جھاڑ کر کھڑی ہو جاتیں-

آپ کی بے انتہا فیاضی، سخاوت اور غم گساری کی وجہ سے لوگ آپ کو "ماوی المساکین" یعنی مسکینوں کی پناہ کہنے لگے تھے-

یہ دو خوبیاں ایسی ہیں جو ہر مسلمان کے لیے بہترین نمونہ ہیں، آج کی دنیا میں انہی خوبیوں کی کمی ہے، عام طور پر دونوں نہیں پائی جاتیں- اگر عبادت کا وصف کسی بہن میں ہے، تو مسکینوں سے ہمدردی نہیں ہے اور اگر فیاضی اور حسنِ سلوک کا وصف پایا جاتا ہے تو عبادت کا پہلو کمزور ہے حالانکہ اسلام کی تعلیم دونوں کی یکساں ہیں اور مومن بننے کے لئے ضروری ہے کہ یہ دونوں وصف پیدا کئے جائیں- امہات المومنین تمام مسلمانوں کی مائیں تھیں، جس طرح اولاد کو اپنی ماں کے اخلاق کا پرتو ہونا چاہیے اسی طرح ان پاک ماؤں کے اخلاق و عادات کو بھی اپنانا چاہیے- اس لیے کہ ان کے اخلاق و اطوار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عادات کا نمونہ ہوتے تھے، اب جب کہ رمضان مبارک قریب ہے جب کہ عبادت و فیاضی کا موسم آتا ہے- ہم سب کو ان اخلاق و اوصاف کا سچا پیکر بننا چاہیے-

★

حضرت عمر فاروقؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے بہت محبت کرتے تھے اور ہمیشہ ان دونوں کو اپنے لڑکوں سے مقدم رکھتے تھے-

ایک مرتبہ یمن سے کچھ حُلّے آئے، حضرت عمرؓ نے انہیں لوگوں میں تقسیم کر دیا- لوگ یہ حُلّے پہن کر مسجد سے باہر نکلے حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے- کچھ دیر بعد حضرت حسنؓ اور حسینؓ بھی اپنے گھر سے نکلے لیکن وہ کوئی حُلّہ پہنے ہوئے نہ تھے- انھیں دیکھتے ہی حضرت عمرؓ بیقرار ہو گئے اور آپ نے لوگوں سے فرمایا- مجھے تم لوگوں کو حُلّے دینے سے کوئی خوشی نہیں ہوئی- لوگوں نے وجہ دریافت کی، تو آپ نے فرمایا "ان دونوں بچوں کی وجہ سے- دوسرے لوگ حُلّے پہنے ہوئے ہیں لیکن ان کے جسم حُلّوں سے خالی ہیں"

یہ کہہ کر اسی وقت یمن کے حاکم کو فرمان لکھ کر دو عمدہ حُلّے منگوائے اور حضرت حسینؓ اور حضرت حسنؓ کو پہنائے، پھر فرمایا:-

"اب مجھے سچی خوشی حاصل ہوئی ہے"

★

خدام الدین لاہور — ۱۷ فروری سنہ ۱۹۶۱ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷	منظور شدہ محکمۂ جیل مغربی پاکستان	شرح چندہ سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے سہ ماہی تین روپے	ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۳۰ / ۲۷ / ۲۴۸ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا